رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

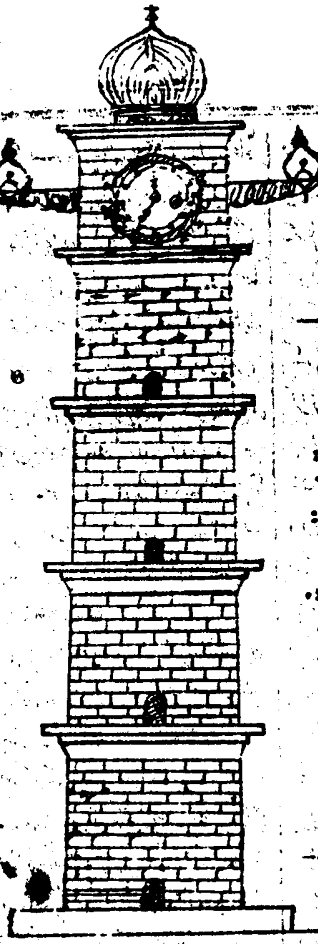
الحکم

سنہ ۱۳۲۱ ہجری

قادیان دارالامان

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی



نمبر ۳۸ | مورخہ ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۲۵ رجب المرجب سنہ ۱۳۲۱ھ ہجری بروز شنبہ | جلد ۷

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلطان

بیعت کی غرض

(۲۹ ستمبر ۱۹۰۳ء کی شام کو بیعت لینے کے بعد حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر)

ہر ایک شخص جو میرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے اوسکو سمجھ لینا چاہیئے کہ اسکی بیعت کی کیا غرض ہے؟ کیا وہ دنیا کے لیئے بیعت کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیئے؟ بیعت سے ایسے بدقسمت انسان ہوتے ہیں کہ انکی بیعت کی غائت اور مقصود صرف دنیا ہوتی ہے ورنہ بیعت سے ان کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی اور وہ حقیقی یقین اور معرفت کا نور جو حقیقی بیعت کے نتایج اور ثمرات ہیں انہیں پیدا نہیں ہوتا ان کے اعمال میں کوئی خوبی اور صفائی نہیں آتی نیکیوں میں ترقی نہیں کرتے گناہوں سے بچتے نہیں۔ ایسے لوگوں کو جو دنیا کو ہی اپنا اصل مقصود ٹھہراتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ

دنیا روزے چند آخر کار با خداوند

یہ چند روزہ دنیا تو ہر حال میں گذر جاوے گی خواہ تنگی میں گذرے خواہ فراخی میں مگر آخرۃ کا معاملہ بڑا سخت معاملہ ہے وہ ہمیشہ کا مقام ہے اور اس کا انقطاع نہیں ہے پس اگر اس مقام پر وہ اسی حالت میں گیا کہ خدا تعالیٰ سے اس نے صفائی کر لی تھی اور اللہ تعالیٰ کا خوف اس کے دل پر مستولی تھا اور وہ معصیت سے توبہ کر کے ہر ایک گناہ سے جسکو اللہ تعالیٰ نے گناہ کر کے پکارا ہے بچتا رہا تو خدا کا فضل اس کی دستگیری کریگا اور وہ اس مقام پر ہوگا کہ خدا اس سے راضی ہوگا اور وہ اپنے رب سے راضی ہوگا اور اگر ایسا نہیں کیا بلکہ لاپروائی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کی ہے تو پھر اسکا انجام خطرناک ہے۔

اس لئے بیعت کرتے وقت یہ فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ بیعت کی کیا غرض ہے اور اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ اگر محض دنیا کی خاطر ہے تو بے فائدہ ہے۔ لیکن اگر دین کے لیئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیئے ہے تو ایسی بیعت مبارک اور اپنی اصل غرض اور مقصد کو ساتھ رکھنے والی ہے جس سے ان فوائد اور منافع کی پوری امید کی جاتی ہے جو سچی بیعت سے حاصل ہوتے ہیں۔ ایسی بیعت سے انسان کو دو بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور حقیقی توبہ انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے اور اس سے پاکیزگی اور طہارت کی توفیق ملتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ۔

یعنے اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور نیز ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو گناہوں کی کشش سے پاک ہونے والے ہیں۔ توبہ حقیقت میں ایک ایسی شے ہے کہ جب وہ اپنے حقیقی لوازمات کے ساتھ کیجاوے تو اس کے ساتھ ہی انسان کے اندر ایک پاکیزگی کا بیج بویا جاتا ہے جو اسکو نیکیوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ یہی باعث ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنیوالا ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ یعنے توبہ سے پہلے کے گناہ اس کے معاف ہو جاتے ہیں۔ اوس وقت سے پہلے جو کچھ بھی اس کے حالات تھے۔ اور جو بے جا حرکات اور بے اعتدالیاں اوس کے چال چلن میں پائی جاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اون کو معاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک عہد صلح باندھا جاتا ہے اور نیا حساب شروع ہوتا ہے۔ پس اگر اوس نے خدا تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کی ہے تو اسے چاہیئے کہ اب اپنے گناہوں کا پرانا حساب توڑ ڈالے اور پھر اپنے آپ کو گناہ کی

ناپاکی سے آلودہ نہ کرے بلکہ ہمیشہ استغفار اور دعاؤں کے ساتھ اپنی طہارت اور صفائی کی طرف متوجہ رہے اور خدا تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنے کی فکر میں لگا رہے اور اپنی اس زندگی کے حالات پر نادم اور ترساں رہے جو توبہ کے زمانہ سے پہلے گذری ہے۔ انسان کی عمر کے کئی حصے ہوتے ہیں اور ہر ایک حصہ میں کئی قسم کے گناہ ہوتے ہیں مثلاً ایک حصہ جوانی کا ہوتا ہے جس میں اس کے حسب حال جذبات کسل و غفلت ہوتی ہے۔ پھر دوسری عمر کا ایک حصہ ہوتا ہے جس میں دغا۔ فریب۔ ریاکاری اور مختلف قسم کے گناہ ہوتے ہیں۔ غرض عمر کا ہر ایک حصہ اپنے طرز کے گناہ رکھتا ہے۔

پس یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے اور وہ توبہ کرنے والے کے گناہ بخش دیتا ہے اور توبہ کے ذریعہ انسان پھر اپنے رب سے صلح کر سکتا ہے۔ دیکھو انسان پر جب کوئی جرم ثابت ہو جائے تو وہ قابل سزا ٹھہر جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من یاتِ ربہ مجرماً فان لہ جہنم الآیۃ۔ یعنے جو اپنے رب کے حضور مجرم ہو کر آتا ہے اوس کی سزا جہنم ہے وہاں نہ وہ جیتا ہے نہ مرتا ہے یہ ایک جرم کی سزا ہے۔ اور جو ہزاروں لاکھوں جرموں کا مرتکب ہو اس کا کیا حال ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص عدالت میں پیش ہو اور بعد ثبوت اسپر فرد قرارداد جرم بھی لگ جاوے اور اس کے بعد عدالت اوس کو چھوڑ دے تو کسقدر احسان عظیم اس حاکم کا ہوگا اب غور کرو کہ یہ توبہ وہی بریت ہے جو فرد قرارداد جرم کے بعد حاصل ہوتی ہے توبہ کرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ پہلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

اس لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے کہ کسقدر گناہوں میں وہ مبتلا تھا۔ اور اون کی سزا کسقدر اس کو ملنے والی تھی جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے معاف کر دی۔ پس تمہارے جواب توبہ کی یہ ہے چاہیئے کہ تم اس توبہ کی حقیقت سے واقف ہو کر ان تمام گناہوں سے بچو جن میں تم مبتلا تھے اور جن سے بچنے کا تم نے اقرار کیا ہے۔ ہر ایک گناہ خواہ وہ زبان کا ہو۔ یا آنکھ کا یا کان کا غرض ہر اعضاء کے جداجدا گناہ ہیں ان سے بچتے رہو کیونکہ گناہ ایک زہر ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔

گناہ کی زہر وقتاً فوقتاً جمع ہوتی رہتی ہے اور آخر اس مقدار اور حد تک پہنچ جاتی ہے جہاں انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ پس بیعت کا پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ یہ گناہ کی زہر کے لئے تریاق ہی اس کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے اور گناہوں پر ایک خط تنسیخ پھیر دیتی ہے۔

دوسرا فائدہ اس توبہ سے یہ ہے کہ اس توبہ میں ایک قوت و استحکام ہوتا ہے۔ جو مامور من اللہ کے ہاتھ پر سچے دل سے کیجاتی ہے۔ انسان جب خود توبہ کرتا ہے تو وہ اکثر ٹوٹ جاتی ہے۔ بار بار توبہ کرتا اور بار بار توڑتا ہے۔ مگر مامور من اللہ کے ہاتھ پر جو توبہ کیجاتی ہے جس وقت سچے دل سے کریگا تو چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے موافق ہوگی۔ وہ خدا خود اسے قوت دیگا اور آسمان سے ایک طاقت ایسی ملجاوے گی جس سے وہ اس پر قائم رہ سکے گا۔ اپنی توبہ اور مامور کے ہاتھ پر توبہ کرنے میں بھی فرق ہے۔ کہ پہلی کمزور ہوتی ہے اور دوسری مستحکم کیونکہ اوس کے ساتھ مامور کی اپنی توجہ کشش اور دعائیں ہوتی ہیں جو توبہ کرنے والے کے عزم کو مضبوط کرتی ہیں۔ اور آسمانی قوت اسے پہنچاتے ہیں جس سے ایک پاک تبدیلی اس کے اندر شروع ہو جاتی ہے۔ اور نیکی کا بیج بویا جاتا ہے جو آخر ایک باردار درخت بنجاتا ہے۔

پس اگر صبر اور استقامت رکھوگے تو تھوڑے دنوں کے بعد دیکھوگے کہ تم پہلی حالت سے بہت آگے گذر گئے ہو۔

غرض

اس بیعت سے جو میرے ہاتھ پر کی جاتی ہے دو فائدے ہیں ایک تو یہ کہ گناہ بخشے جاتے ہیں اور انسان خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مغفرت کا مستحق ہوتا ہے دوسرے مامور کے سامنے توبہ کرنے سے طاقت ملتی ہے اور انسان شیطانی حملوں سے بچ جاتا ہے یاد رکھو اس سلسلہ میں داخل ہونے سے دنیا مقصود نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی رضاء مقصود ہو کیونکہ دنیا تو گذر نے کی جگہ ہے وہ تو کسی نہ کسی رنگ میں گذر جائے گی۔

شب تنور گذشت و شب سمور گذشت

دنیا اور اوس کے اغراض اور مقاصد کو بالکل الگ رکھو اونکو دین کے ساتھ ہرگز نہ ملاؤ۔ کیونکہ دنیا فنا ہونے والی چیز ہے اور دین اور اوس کے ثمرات باقی رہنے والے دنیا کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے تم دیکھتے ہو کہ ہر آن اور ہر دم میں ہزاروں موتیں ہوتی ہیں مختلف قسم کی وبائیں اور امراض دنیا کا خاتمہ کر رہی ہیں کبھی ہیضہ تباہ کرتا ہے اب طاعون ہلاک کر رہی ہے۔ کسی کو کیا معلوم ہے کہ کون کب تک زندہ رہیگا۔ جب موت کا پتہ نہیں کہ کس وقت آجاوے گی پھر کیسی غلطی اور بیہودگی ہے کہ اس سے غافل رہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ آخرت کی فکر کرو جو آخرت کی فکر کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اس پر رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب انسان مومن کامل بنتا ہے تو وہ اس کے اور اوس کے غیر میں فرق رکھدیتا ہے۔ اس لئے پہلے مومن بنو اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ بیعت کی خالص اغراض کے ساتھ جو خدا ترسی اور تقویٰ پر مبنی ہیں دنیا کے اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ۔ نمازوں کی پابندی کرو اور توبہ و استغفار میں مصروف رہو۔ نوع انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اور کسی کو دکھ نہ دو۔ راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کا فضل کر دیگا۔ عورتوں کو بھی اپنے گھروں میں نصیحت کرو کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور ان کو گلہ شکوہ اور غیبت سے روکو۔ پاکبازی اور راستبازی ان کو سکھاؤ۔ ہماری طرف سے صرف سمجھانا شرط ہے اسپر عملدرآمد کرنا تمہارا کام ہے۔

پانچوقت اپنی نمازوں میں دعاء کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔ نماز کا مزا نہیں آتا ہے جب تک حضور نہ ہو اور حضور قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آجاوے کہ کیا پڑھتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کے لئے جوش اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے مگر اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیئے کہ نماز کو اپنی زبان ہی میں پڑھو نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ مسنون ادعیہ اور اذکار کے بعد اپنی زبان میں بھی دعا کیا کرو۔ ورنہ نماز کے ان الفاظ میں خدا نے ایک برکت رکھی ہوئی ہے۔ نماز دعا ہی کا نام ہے اس لئے اس میں دعا کرو کہ وہ تمکو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچاوے۔ اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اپنی بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرو۔ نیک انسان بنو اور ہر قسم کی بدی سے بچتے رہو۔

یکم اکتوبر ۱۹۰۳ء

ہمارے مکرم مخدوم جناب ابو سعید عرب صاحب نے عرض کی کہ میں دو تین یوم کے بعد رنگون واپس جانیوالا ہوں حضور میرے لئے دعا فرماویں۔ فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ دعا کرونگا۔

دنیا ایسی ہی تفرقہ کی جگہ ہے ہمیشہ موت کو یاد رکھو چند روزہ زندگی پر نازاں نہ ہونا چاہیئے عمر راستی پر ہو اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنیوالا ہو خدا اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

۳- اکتوبر ۱۹۰۳ء

دربارِ شام

بے ثباتیٔ دُنیا دنیا کی بے ثباتی پر مختلف ذکر ہوتا رہا اور سعدی علیہ الرحمۃ کے بعض اشعار مثل

جہاں اے برادر نماند بکس + دل اندر جہاں آفریں بند و بس

مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت + کہ بسیار کس چون تو پرورد و کشت

چنانکہ جو صاحب غافل و سرکش + چند روزے بوند با ہم خوش

گر کسے ازیں چہار شدنے غالب + جان شیریں بر آید از قالب

ور کشاید چنانکہ نتوان بست + گو بشواز حیات دنیا دست

وغیرہ پڑھتے رہے اس ذکر میں فرمایا

قاعدہ کی بات ہے کہ انسان کو جو چیز مضر ہوتی ہے ایک دو بار کے تجربہ اور مشاہدہ کے بعد اسکو چھوڑ دیتا ہے لیکن ہر روز موت کی وارداتیں ہوتی ہیں اور جنازے نکلتے ہیں مگر ان موتوں سے یہ عبرت حاصل نہیں کرتا۔ حالانکہ اس سے بڑھ کر اور کون ناصح ہوسکتا ہے۔ اور کلکتہ یا لاہور یا دوسرے بڑے شہروں میں جو مردے مرتے ہیں سب کے سب ایک دروازہ سے نکلیں تو کیا ہیبت ناک نظارہ ہو

پھر بعض اوقات انسان ایسی خطرناک امراض میں مبتلا ہوتا ہے کہ کوئی تدبیر اور علاج کارگر نہیں ہوتا۔ اور کوئی پیش نہیں جاتی جیسے بعض مسلول اس قسم کے دیکھے ہیں کہ ایک ایک پیالہ پیپ کا اون کے اندر سے نکلتا تھا اور پھر بھی اون کو خیال ہوتا ہے کہ وہ زندہ رہیں گے۔ ایک شخص میرے پاس آیا اوس کی یہی حالت تھی صرف ہڈیاں ہی ہڈیاں اوس کی رہ گئی تھیں۔ باوجود اس حالت کے بھی وہ سمجھتا تھا کہ میں زندہ رہونگا۔

اور ایسا ہی ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا اوس نے بیان کیا کہ میرے پیٹ میں ایک رسولی پیدا ہوگئی ہے اور وہ دن بدن بڑھتی جاتی ہے اور پاخانہ کی راہ کو بند کرتی جاتی ہے۔ وہ بیان کرتا تھا کہ میں جس ڈاکٹر کے پاس گیا ہوں تو اس نے یہی کہا ہے کہ اگر مجھے یہ بیماری ہوتی تو گولی مار کر خودکشی کر لیتے آخر وہ بیچارہ اسی مرض سے مر گیا۔

اصل یہ ہے کہ سب سے زیادہ سخت دلی انسان کی امید دل پر ہوتی ہے کہ اگر شام ہوئی ہے تو اون کو امید نہیں رہی کہ صبح تک زندہ رہیں گے اونہوں نے ہمیشہ موت کو قریب سمجھا ہے۔

(باقی دارد)

حضرت حکیم الامۃ کے ارشادات

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہہ قول بہت ہی پیارا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے دو امان نازل ہوئے تھے ایک تو انمیں سے اوٹھ گیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود دوسری امان قیامت تک باقی ہے اور وہ استغفار ہے پس استغفار کرتے رہا کرو کہ پچھلی برائیوں کے بدنتائج سے اللہ تعالے محفوظ رکھے اور آئندہ بدیوں کی زہر کو دور کرنے اور گناہوں سے بچائے

لوگ حیرت اور تعجب ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن شریف بار بار قصص کیوں بیان کرتا ہے؟ مگر مجھکو ہمیشہ ایسے اعتراض پر تعجب ہوا ہے۔ میں نے اس سوال کو بہت سوچا ہے دُنیا میں کوئی ایسا مصفا نہیں ہے جو ایک ہی بار صیقل کردے۔ جسمانی غذا بھی ایک ہی بار مستغنی نہیں کردیتی ایک بار کھا کر پھر بھوک لگتی پیاس محسوس ہوتی ہے جب یہ نظارہ ہم اپنے جسم میں روزمرہ دیکھتے ہیں پھر روح کے لئے ایسا قانون پاکر ہمکو تعجب کیوں ہو؟ قصص قرآنی میں بہت سی اسرار ہیں منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کی صفات کے جامع تھے اسطرح پر قصص قرآنی ایک رنگ میں آپ کی پاک زندگی کے آنیوالے واقعات کی پیشگوئیاں ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان تمام نبیوں کے ملک فتح کئے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے

خیالی ایمان انسان کا صرف خیالات ہی سے وابستہ ہے مگر جب تک عملی ایمان نہو خیالی ایمان کچھ معنے نہیں رکھتا۔ بات تب ہی بنتی ہے کہ انسان کرکے دکھلاوے

اسلام میں ایک یہ عظیم الشان خصوصیت ہے کہ وہ انسان کو غمگین ہونے نہیں دیتا مسلمان اگر مسلمان نہیں تو اونہیں کیا غم بگر وہ بنیں بھی۔

خشیۃ املاق کی وجہ سے اولاد کو قتل کرنا منع ہے لوگ کہتے ہیں کہ جان سے مار ڈالنا منع ہے مگر میرے نزدیک جو لوگ اپنی اولاد کو علوم دینیہ سے اس لئے محروم رکھتے ہیں کہ ان کے پاس روپیہ نہیں ہے وہ بھی قتل اولاد کرتے ہیں دُنیا کے علوم کی تحصیل پر ہزارہا روپیہ لگاتے ہیں اسلئے کہ کمکو کما کر کھلائیں۔ مگر علوم دینیہ کے لئے روپیہ نہیں ملتا۔ ناعاقبت اندیش اتنا نہیں سمجھتے کہ علوم دینیہ سے بیخبر رکھکر اونکو ابدی جہنم کے لائق بنا دیا اور اون کی نیکی کی قوتوں کو کچل ڈالا

انسان کے نطفہ میں اوصاف اور اخلاق اور کمالات کا اثر ہوتا ہے والدین کے ایک ایک برس کے خیالات کا اثر اون کی اولاد پر ہوتا ہے جتنی بداخلاقیاں بچوں میں ہوتی ہیں وہ والدین کے اخلاق کا عکس اور اثر ہوتا ہے کبھی ہم نشینوں اور ملنے والوں کے خیالات کا اثر بھی والدین کے واسطہ سے پڑتا ہے پس خود نیک بنو اخلاق فاضلہ حاصل کرو تا تمہاری اولاد بھی نیک ہو الولد سر لابیہ میں یہی تمہید ہے اولاد والدین کے اخلاق اعمال عقائد کا مظہر ہوتی ہے

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ الشیخ مجدد علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۶- اکتوبر ۱۹۰۳ء ہی گورداسپور تشریف لے گئے

۲- حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بحضرت حکیم الامۃ صاحب خدا تعالے کے فضل وکرم سے خیریت سے ہیں حضرت حکیم الامۃ پیر مہر علی کے رسالہ کا جواب ختم کر چکے ہیں

۳- حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی بھی دارالامان میں پہنچ گئے ہیں

۴- دارالامان میں بھی دوسرے شہروں کی طرح موسمی بخاروں کی عام شکایت ہے اور بخار بھی شدید ہیں کوئی گھر بچا ہوگا جہاں کوئی نہ کوئی بیمار نہ ہوا ہو

۵- ۱۷- اکتوبر ۱۹۰۳ء سے تعلیم الاسلام کالج موسمی تعطیلات کے بعد کھل گیا ہے لڑکے گھروں سے آرہے ہیں

استفسار

۱۵- اکتوبر ۱۹۰۳ء مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۰۳ء کے پرچہ الحکم میں ۱۳ صفحہ کے تیسرے کالم سے بعنوان میرے دوسرے حنفی بھائی بھی غور کریں کہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ بھی وفات مسیح کے قایل ہیں۔ ایسے مجھے آپ یا محمد حسین صاحب مضمون نگار اطلاع بخشیں کہ کس کتاب میں غور کیجاوے میں تو چاہتا تھا کہ اون فاضل اجل کی رائے حیات یا ممات مسیح کی نسبت دیکھوں۔ آپ براہ مہربانی تو لیسی چلکہ مفصل طور پر اطلاع دیں میرا پتہ یہ ہے شاہ عبدالعزیز توپخانہ بازار جہلم میانہ ضلع لاہور

۱۶- اکتوبر انگریزی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی اخویم محترم شیخ یعقوب علی سلمہ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت مولانا حکیم الامت سلمہ ربہ نے جو پیر مہر علی کے ترک اسلام کے جواب میں قلم اوٹھایا ہے بڑی خوشی ہوئی اللہ تعالے اپنے فضل وکرم سے سلامت رکھے خیر سے حضرت حکیم الامت صاحب کو بامراد اور کامیاب فرماوے۔ آمین۔ خاکسار بکاس نسخہ کی لاگت عند الطلب بھیجدیگا۔ درخواست منظور فرما کر صبح اطلاع دی جاوے۔ والسلام سید بہاؤ الدین کو سلیم خاکسار محمد جان احمدی وزیر آبادی حال گوجرانوالہ

حا- گر انبیاء علیہم السلام کی یہہ حالت نہیں ہوتی بلکہ صبح ہوئی تو اون کو امید نہیں رہی کہ شام ہو گی اور

ملفوظات مولانا عبداللطیف خانصاحب شہید رضی اللہ عنہ

درشان حضرت امام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم -

ز شمع جمال نہ جائے حرف جامعاں
دوائے درد انقال

عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — ہلال ماہ جبینش با دب باید دید
عجب مبارک و المیت جانم آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
ز حسن و ورع و جمالش بکنگرہ تو ما — کہ آفتاب شریعت بجود بر آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — رخش ز گلشن رضوان عرق ہمی ریزد
بہ رویاں ارم داغ بر جگر آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
ز برق تیغ جبینش کہ شرر می بارد — خور سمائے ملی ریحان خجل آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — ز ظلم و ظلمت ودران نجات ممکن نیست
بجز لقائے جبینش کہ معنبر آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
جمال لطف و احسان زہر خوبانست — بہ رویاں از محبت و مہر آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — حجاب حسرت و حیرت گرفتہ ہر یکے
ز برق روئے نگارم نشان جز آرد — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
تپش اخگر رو نیش متاع عالم سوخت — حکم عدل ز مہر حق و بشر آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — بناز غنج و دلال و کمال ستی و خواب
رخ نگار جہاں حجت اکبر آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
بباغ جان ام مژدہ زباں رساں — کہ نگلز این حجت محشر آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — روشن بطلعت منور چراغ سحر و مہر
ببین کہ باغ نگارم بار بر آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
بہر شاہ عہد عزت و وفا دارد — بقادیان امام مہر و ادخور آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — بنوک خنجر مژگان اشارتے دارد
بدم تیغ علم کاشف مضمر آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
ز نور عزت حسن نظیرے دارد — بہ بین کہ فاتح خزائن گوہر آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — ز سر طلعت لا تدرکہ الابصار جہاں
بنظم و نثر معجز بے نظیر آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ
کجاست عیسیٰ مریم کہ دم زند بجز — مسیح ماست بگیسوئے معطر آمدہ
عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ — خمار چشم خمارش غبار آیا سوخت
فقط بکائے ایاک باحقر آمدہ — محمد لیست بگیسوئے معطر آمدہ

عجب کہ احمد اطہر بایں گذر آمدہ

وصلی اللہ علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین جسمہ مطہر منور

معطر معنبر بیعنی کالمولوا منشور بین رحمی نور رحید

اللہ ینور من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم - ملفوظ عبد من احمد خوم
غلام احمد

الحکم کی اشاعت دس ہزار ہونی سہل ہے

گذشتہ اشاعت میں ہم اپنے مکرم مخدوم جناب میر مردان علی صاحب کی گرانقدر امداد اور اصل دلچسپی کا جو وہ الحکم کی اشاعت کی وسعت میں لیتے ہیں ظاہر کر چکے ہیں ہماری اس تجویز اور تحریک پر جو الحکم کی وسعت اشاعت کے متعلق ہم نے شائع کی ہے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں حرکت پیدا ہو گئی ہے اور ہر روز آنیوالی درخواستوں کی تعداد امید دلاتی ہے کہ اگر اسی طرح پر یہ سلسلہ جاری رہا تو کچھ شک نہیں کہ سال رواں کے اختتام سے پہلے پہلے اگر کچھ نہیں تو الحکم کی اشاعت دو چند کے قریب ہو جاوے گی روزانہ درخواستوں کی اوسط رفتار اگرچہ دس ہزار تعداد اشاعت کے پورا کرنے کے لئے کافی نہیں - لیکن ناقابل اطمینان بھی نہیں ہے - اگر الحکم کا ہر ایک خریدار اپنی جگہ یہ فرض سمجھے کہ کم از کم پانچ خریدار اوس کو ضرور ہی بہم پہنچانے ہیں تو چار ہزار خریدار یکدم مہیا ہو سکتے ہیں - بہرحال ہم ان کرمفرماؤں کے شکر گزار ہیں جو بڑی سرعت اور سعی کے ساتھ الحکم کے خریداروں کے بڑھانے میں مصروف ہیں کیسی اگلی اشاعت میں ہم مفصل رپورٹ اس تحریک کی شائع کریں گے +

الحکم دیر سے کیوں شائع ہوتا ہے؟

میں پہلے بھی اشاعت میں لکھ چکا ہوں کہ [illegible] اور دارالامان سے [illegible] الحکم کی دیر سے اشاعت کا موجب [illegible] ہو رہی ہے اور اجکل موسمی بخار نے جس میں میں اور میرے اہل و عیال وقتاً فوقتاً مبتلا ہوتے ہیں [illegible] بھی غضب ڈہا رکھا ہے - چھاپنے والا [illegible] سا بیمار ہے یہ نمبر بمشکل چھپوایا گیا ہے اس لئے ناظرین الحکم ان غیر معمولی مشکلات کی وجہ سے مجھے معذور سمجھیں - ہاں میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ العزیز ساری کمی پوری کر دی جاوے گی +

۲- اور مقدمہ کی پیروی کی وجہ بعض اوقات غیر معمولی اور غیر متوقع ہرج واقعہ ہوتا ہے -

ترک اسلام کا جواب اور احمدی قوم

ترک اسلام کا جو جواب حضرت حکیم الامتہ نے لکھا ہے اس کے متعلق ہم نے تحریک کی تھی کہ اس کی چار ہزار کاپی کم از کم احمدی قوم چھپوا کر مفت تقسیم کرے اور ایک ہزار کاپی ڈاکٹر حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما نے مفت تقسیم کرنے کا وعدہ کیا ہے ترک اسلام کا جواب اب بالکل تیار ہو گیا ہے اور پریس میں بھیجا ہے حصہ اول چھپ چکا ہے - ہماری اس تحریک پر مندرجہ ذیل احباب نے اسقدر جلدیں اپنے خرچ سے مفت تقسیم کرنیکا وعدہ کیا ہے - جو ان کے نام کے محاذ درج ہیں اور ایک دوست نے ایک عمدہ تحریک اس چار ہزار کی تعداد کے پورا کرنے کے متعلق لکھی ہے جسکو ہم بجنسہ درج کر دیتے ہیں اور اگر ۲۲ - نومبر تک اس تحریر کے مخالفت کسی نے نہ کی تو کم از کم یہ سمجھ لیا جاوے گا کہ الحکم کے کل خریدار اسی بات پر بدرضامند ہیں کہ اس تجویز کے موافق ان سے ترک اسلام کے جواب کی مفت اشاعت کے لئے قیمت وصول کی جاوے اس تجویز کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اور پہلے ان بزرگوں کے اسماء درج کرتے ہیں جنہوں نے اشاعت میں حصہ لینے کی خواہش ظاہر کی ہے -

بابو غلام رسول صاحب اسٹیشن ماسٹر نوغ ۵ جلد مفت تقسیم کرنیکا وعدہ کرتے ہیں - شیخ محمد جان صاحب کا خط صفحہ ۳ پر درج ہے -

تجویز جو ترک اسلام کی اشاعت کیلئے پیش کیگئی ہے

مشفق مکرمی بندہ جناب ایڈیٹر صاحب الحکم قادیان دام عنایتکم -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اخبار الحکم یومیہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۶ء میں مولانا مولوی نورالدین صاحب و مولوی عبدالکریم صاحب کا جماعت اسلام پر مخالفین کے اعتراضات کے جواب دینے کا تذکرہ قابل شکریہ ہے - میں دعا کرتا ہوں کہ خدائے کریم حضرت اقدس کے ظل ہما پایہ کے نیچے ہر دو صاحبان موصوف کو تا مدت مدید قائم رکھے - حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما کا باوجود عدم شمولیت جماعت رسالہ مطلوبہ کی ایک ہزار کی خریداری قابل تحسین ہے جماعت کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے باقی چار ہزار کی کمی پورا کرنیکے لئے میں ایک رائے دیتا ہوں - امید ہے کہ سب صاحبان اس رائے کو منظور فرما کر مشکور فرماویں گے وہ یہ کہ بذریعہ اخبار الحکم سب خریداروں کی خدمت میں جو ۸۰۰ ہیں تحریر فرمایا جاوے کہ ہر ایک خریدار کے نام پانچ رسالہ مصنفہ مولوی صاحب موصوف بغرض حمایت اسلام بذریعہ قیمت طلب پیکٹ ارسال فرمائے جاویں گے بفرض محال جس صاحب کو انکی قیمت ادا کرنے سے انکار ہو وہ بذریعہ خط ۲۲ - اکتوبر تک اطلاع دیں ورنہ یکم نومبر ۱۹۰۶ء کو قیمت طلب پیکٹ [illegible]

[illegible]

نوٹ - چونکہ ۲۲ - اکتوبر گذر چکی ہے اس ۲۲ - نومبر تک اس میعاد کو وسیع کر دیا جاتا ہے جو صاحب اس ویلیو کے لینے کے لئے آمادہ نہ ہوں وہ ۲۲ نومبر سے پہلے اطلاع دیں + ایڈیٹر
یہ مفت تقسیم ہونے والا رسالہ مشین پر چھپیگا - انشاء اللہ العزیز - ایڈیٹر

حضرت حجۃ اللہ امام الملت کے مکتوبات

بنام مولوی اصغر علی صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم +

از عاجز احقر عباد اللہ احمد غلام احمد عافاہ اللہ و اید ۔ بخدمت اخویم مولوی اصغر علی صاحب ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ بعد ہذا آپ کا عنایت نامہ مجھکو ملا آپ کی یہ صفت قابل تعریف ہے ۔ جو آپ اس گروہ میں سے نہیں ہیں جو محض جلد باز ہیں ۔ اور تعصب کے رو سے ایک مسلمان کا نام کافر اور دجال اور بے ایمان بلکہ اکفر کہتے ہیں ۔ اور معلوم ہوا کہ آپ کی تحریر اس غرض سے تھی کہ بعض مقامات حمامۃ البشریٰ میں صرفی یا نحوی یا عروضی غلطی ہے ۔ اور نیز آپ کی دانست میں بعض مضامین یا فقرات یا اشعار اسکے چرا گئے ہیں ۔ سو عزیز من اس کے جواب میں یہ گذارش ہے کہ یہ عاجز نہ ادیب نہ شاعر اور نہ اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتا ہے اور نہ اس شغل میں کوئی حصہ عمر کا بسر کیا ہے اور نہ ان عبارتوں اور اشعار کے لکھنے میں کوئی معتد بہ وقت و وقت خرچ ہوا ہے ۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ تحریریں معمولی خطوں کی طرح اپنی اوقات معمورہ میں سے ہر روز ایک دو گھنٹے نکال کر لکھی گئی ہیں اور ساتھ ساتھ کاپی نویس لکھتا گیا اور اگر کبھی اتفاقاً پورا دن ملا تو ایک ایک دن میں سو سو شعر طیار ہو گیا اور وہ بھی پورا دن نہیں کیونکہ اگر آپ یہاں آکر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو کہ دن رات کس قدر مشغولی ہے ۔ خطوط کا یہ حال کہ کبھی تین سو کبھی چار سو کبھی پانچ سو ماہوار آ جاتا ہے اور بعض خطوط کا جواب رسالہ کی طرح لکھنا پڑتا ہے ۔ مہمانداری کا یہ حال ہے کہ ایک جہان توجہ کر رہا ہے ایک قافلہ مہمانوں کا ہمیشہ رہتا ہے ۔ اور عجیب عجیب صاحب کمال مدنی شامی مصری اور اطراف ہندوستان سے آتے ہیں ۔ اور بباعث رعایت حق ضیف بہت حصہ وقت کا انکو دینا پڑتا ہے ۔ عمر کا یہ حال ہے کہ پیرانہ سالی ہے ۔ ضعیف الفطرۃ ہوں علاوہ اسکی دائم المریض اور ضعف دماغ کا یہ حال ہے کہ کتاب دیکھنے کا اب زمانہ نہیں جو کچھ خیال میں گذرا وہ لکھدیا یا لکھا دیا ۔ دوران سر لاحق حال ہے ادنیٰ محنت سے گو فکر اور سوچ کی محنت ہو ۔ مرض دوران سر دامنگیر ہو جاتا ہے عمر اخیر ہے ۔ مرگ سر پر نکبر اور ناز جو لوازم جوانی اور جہل ہیں کچھ تو ضعف اور پیرانہ سالی نے دور کر دیئے تھے اور بقیہ ان کا اس معرفت نے دور کر دیا جو فیاض مطلق نے عطا فرمائی ۔

اب ان حالات کے ساتھ آپ سوچ سکتے ہیں کہ اگر کسی تالیف میں غلطی جو لازم بشریت ہے پائی جاوے تو کیا بعید ہے بلکہ بعید تو یہ ہے کہ نہ پائی جائے بہت سے نیک دل اور پرہیزگار اس جگہ رہتے ہیں اور نوبت بنوبت اچھے علما اور ادیب آتے رہتے ہیں اور ایک قافلہ بزرگوں کا لازم غیر منفک کی طرح اسجگہ رہتا ہے انسے آپ دریافت کر سکتے ہیں کہ اس عاجز کی طرز تالیف کیا ہے اگر آپ دریافت کرینگے تو آپ پر بھی ثابت ہو گا کہ تالیفات ایک خارق عادات طور پر ہیں ۔ میری عمر کا یہ تجربہ ہے کہ کوئی انسان بجز خاص تائیدات الٰہی کے باوجود اس ضعف اور دامنگیر ہونے انواع و اقسام کے امراض کے اور باوجود اس کثرت شغل خطوط اور مہمانداری کے پھر یہ فرصت پا سکے کہ بہت سا حصہ نثر موزون کا جو بعض اوقات قریب قریب ایک جزو کے ہوتی ہے مع ان اشعار کے بعض اوقات سو سو بلکہ سو سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں بتیس پہر میں لکھدے اگر آپکا کوئی تجربہ ہو تو میں آپ سے کوئی بحث کرنا نہیں چاہتا اور نہ میں اپنے نفس کو کوئی چیز سمجھتا ہوں ۔

باوجود ان سب اسباب کے کبھی مجکو موقع نہیں ملتا کہ جو کچھ لکھا ہے سوچ کی نظر سے اسکو دیکھوں ۔ پھر اگر اسطور کی تحریروں میں اگر کوئی صرفی یا نحوی غلطی رہ جائے تو بعید کیا ہے مجھے کب یہ دعویٰ ہے کہ یہ غیر ممکن ہے ان کم فرصتوں اور اسقدر جلدی میں جو کچھ قلم سے گذر جاتا ہے میں اسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہوں ہاں اگر غلطی ہے تو میرے نفس کیوجہ سے پھر ان غلطیوں کے ساتھ سہو کاتب شامل حال ہو جاتا ہے پھر کب دعویٰ ہو سکتا ہے کہ کتابیں صرفی نحوی غلطی سے پاک ہیں ۔ لیکن باوجود اسکے میں کہتا ہوں اور زور سے کہتا ہوں کہ اس جلدی کے ساتھ جو کچھ نظم اور نثر عربی مخالفوں کے الزام و افحام کے لیے میرے منہ سے نکلتے وہ میرے **منہ سے نہیں بلکہ ایک اور ہستی ہے** جو ایک جاہل نادان کو اندر ہی اندر مدد دیتی ہے اور بیشک وہ امر خارق عادت ہے اور کسی عدو دین اور عدو ما دفیتن کو یہ توفیق ہرگز **نہیں دی جائیگی** کہ وہ بھی لوازم ارتجال اور اقتضاب کے ساتھ اسکو اخیر تک نباہ سکے

اور جو سرقہ کا خیال آپ نے کیا ہے آپ ناراض نہ ہوں یہ بھی صحیح نہیں ۔ اس عاجز کی ایک عادت ہے شاید اسکو آپنے سرقہ پر حمل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مضمون سوچتے وقت اگر سلسلہ تحریر میں جو روانگی کے ساتھ چلا جاتا ہے کوئی فقرہ یا بعض وقت کوئی مصرع کسی گذشتہ قائل کا دل میں گذر جائے اور مناسب موقعہ معلوم ہو تو وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے سمجھا جاتا ہے اور اُس کے لکھنے میں اگر محل پر چسپاں ہو کچھ بھی حرج نہیں دیکھا جاتا ۔ کیونکہ بے تکلف ہماری راہ میں آ گیا اور عجیب تر یہ کہ اکثر اوقات مجھے بالکل احساس نہیں ہوتا اور دوسرا کہتا ہے کہ یہ مصرع یا فقرہ فلاں فقرہ یا فلاں مصرعہ سے بالکل مشابہ ہو گیا ہے بعض اوقات عجیب طور کے توارد سے تعجب کرتا ہوں جانتا ہوں کہ جلد باز اپنی جلد بازی اور سوء ظن سے اسپر اعتراض کرے گا مگر جانتا ہوں کہ میرا کیا گناہ ہو اگر کرے تو کرتا رہے ۔ کلام فصیح اپنے کمال پر پہونچکر ایک نور بنجاتا ہے اور نور نور سے مشابہ ہوتا ہے ۔ سرقہ کے لیے جوانی اور جوانی کا زور بازو اور وسیع فرصتیں چاہییں وہ مجھے کہاں ۔ اگر کوئی سرقہ کا خیال کرے تو کیا کرے جن لوازم کے ساتھ یہ تحریریں ظہور میں آتی ہیں اگر کوئی ان لوازم کے ساتھ تحریر کر کے دکھلاوے تو ایکدفعہ نہیں بلکہ ہزار دفعہ اسکو سرقہ کی اجازت دے سکتا ہوں ۔

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ مضمون خاص کی بحث میں سرقہ کا دروازہ بہت تنگ ہوتا ہے جو شخص اس کام پڑے وہ سمجھے گا کہ یہ الزام ایسے علمی مباحث میں کس قدر بیجا ہے ۔

پھر یہ بات بھی آپ یاد رکھیں کہ صرفی نحوی غلطیاں نکالنے میں عجلت نہیں کرنی چاہیے کچھ تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ایک مخالف مولوی نے اسی طرح میری تالیف میں غلطیاں نکالیں

دوسرے اہل علم اور مخلص ہستے وہی غلطیاں قرآن سے نکال کر انکی صحت کردی ہے - ایک مخالف نے ایک شعر کے وزن میں بحث کی اسی وقت ایک ادیب عربی نے قدما میں سے ایک مسلم اور مشہور شاعر کا شعر پیش کیا - یہ خدا تعالے کا فضل ہے کہ ہماری جماعت کے ساتھ کئی ایک ادیب شامی مدنی اور اسی ملک کے ہندوستانی شامل ہیں نوبت بنوبت علماء اسجگہ رہتے ہیں - عزیز من صرف نحو کا میدان بڑا وسیع ہے صلوں ہیں دیکھو کہ کسقدر اختلاف ہے بعض اوقات ایک ایک لفظ کے تین تین چار چار صلے آجاتے ہیں جیساکہ بارکک - بارک اللہ لک - بارک اللہ فیک - بارک اللہ علیک - النظر -

بعض جگہ من کی جگہ عن اور عن کی جگہ من - اور فا کی جگہ با اور با کی جگہ فا اور تبنے محاورہ میں بہت فرق آگیا ہے غرض یہ بڑا نازک امر ہے مجھے تعجب ہے کہ آپ کیوں ایسیں پڑتے ہیں اور کیوں ایسا دعویٰ کرتے ہیں کہ میں صرفی نحوی غلطیاں ملک میں شائع کروں گا - عزیز من اگر کوئی واقعی غلطی ہوگی تو ہمیں کب انکار ہے - لیکن اگر بعض آپ کی قرار دادہ غلطیاں آخری تحقیقات سے غلطیاں ثابت نہ ہوئیں تو اس شتاب کاری کی کسکو ندامت ہوئی - نکتہ چینوں نے حریری کی بھی غلطیاں نکالیں بلکہ ان دنوں میں ایک خبیث طبع بیرونگی کے عیسائی نے قرآن کریم کی نکتہ چینی کی ہے - پھر جب کہ بد باطن معترض اعتراض کے وقت پر قرآن شریف سے بھی حیا نہیں کرتے اور اہل زبان کی نظم و نثر پر بھی حملے ہوسے تو پھر میں کیونکر کہوں کہ میں ان حملوں سے بچ سکتا ہوں - لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ بات سچ ہے کہ نکتہ چینی آسان اور نکتہ آوری مشکل ہے - مجھے ایک بات یاد آئی ہے اور معلوم نہیں کہ کب کا واقعہ ہے کہ ہمارے ہاں کوئی معمار عمارت بنا رہا تھا اور ایک فضول گو جاہل اس کے سر پر کھڑا ہوا اور اسکی عمارت میں نکتہ چینی شروع کی کہ یہ طاق خراب ہے اور یہ شاہ نشین ٹیڑھا ہے معمار کاریگر اور حلیم تھا مگر غصہ آیا اور اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ اگر تیری نکتہ چینی کی بنا کسی واقفیت پر ہے تو ذرا لگا کر مجھے بتلا ورنہ ایسی نکتہ چینی سے شرم کر جسکی بنا نادانی اور ناتجربہ کاری پر ہے - عزیز من دنیا میں بہت سے ایسے نکتہ چیں ہیں انکو اپنی لیاقت کا تبھی پتہ لگتا ہے کہ جب مقابل پر کوئی کام کرنے لگیں - علمی معارف کو فصیح اور بلیغ اور رنگین کلام میں کما حقہ انجام دینا کوئی آسان بات نہیں ہاں نکتہ چینی کا کرنا بہت آسان بات ہے ایک گھسیارا ریل پر سوار ریل کے موجد پر سو اعتراض کرلیتا ہے کہ اسکے کام میں یہ کسر رہ گئی ہے اور ان مشکلات کو نہیں سوچتا جو اسکو پیش آئیں اور جنمیں وہ کامیاب ہوا -

میں ایک دینی کام میں لگا ہوا ہوں اور میں ایک کمزور اور بوڑھا آدمی ہوں اور بہت کم وقت ہوگا کہ کسی کام میں میں مصروف ہوں اور آپ جوان ہیں اور علمی طاقت کا بُت بھی آپکے ساتھ ضرور ہوگا خدا تعالیٰ اسکو دور کرے اور آپ ناراض نہ ہوں بہت سے ایسے بُت ہیں جو انسان انکو شناخت نہیں کرسکتا اور سعید آدمی چاہتا ہے کہ وہ ٹوٹ جائیں تو اچھا ہو - لیکن اگر آپ کو خیال ہے کہ یہ کام انسانی عام طاقتوں کا ایک عام نتیجہ بلکہ اس سے بھی گرا ہوا ہے اور خدا تعالےٰ کی مدد ساتھ نہیں تو یہ ایک بیماری ہے جسکی جڑ نفسانی تکبر ہے اگر اس عاجز کے ہاتھ سے دور ہو جائے تو شاید مجھکو اس کا ثواب ہو اور شاید آپ ایسے ہو جائیں کہ ہماری دینی خدمات کے کام آئیں - لہذا میں آپ کی اس درخواست کو بسر و چشم قبول کرتا ہوں جو آپ نے اپنے خط کے اخیر لکھی ہے کہ میں مقابل رسالہ لکھنے کے لیے آیا ہوں بشرطیکہ باضابطہ اس امر کا فیصلہ ہو جائے کہ عربی انشا پردازی کے لحاظ سے جس جانب کا رسالہ بلحاظ اغلاط ناقص ہوگا اسکو اپنے دعویٰ زباندانی یا کشف اسرار قرآنی سے آیندہ دست بردار ہونا ہوگا فقط یہ آپ کی درخواست منظور ہے مگر عبارت اس طرح کی چاہیے کہ جس جانب کا رسالہ جو دینی علمی مضامین پر مشتمل ہو بلحاظ اغلاط و بلحاظ دیگر لوازم بلاغت و عدم بلاغت مرتبہ صحت اور عمدگی سے گرا ہوا ہو ایسا شخص آیندہ دعویٰ زبان دانی سے اور نیز دعویٰ کشف اسرار قرآنی سے دست بردار ہو اور چونکہ کشف اسرار قرآنی الہام کے ذریعہ سے ہے اسلیے میں یہ بھی قبول کرتا ہوں کہ اگر آپ کا بالمقابل رسالہ جو مضامین دینیہ پر مشتمل ہو بیان معارف میں باوجود التزام بلاغت و فصاحت اور رنگینی عبارت میرے رسالہ سے بڑھ جائے تو پھر اپنے الہام کے عدم صحت کا مجھے قائل ہونا پڑے گا مگر اس مقابلہ کے لیے میری کتابوں میں سے وہ کتاب چاہیے جسکی نسبت خدا تعالےٰ کے الہام نے بے نظیری ظاہر کی ہے - سو میں آپکو اعلام دیتا ہوں کہ ان دنوں میں نے ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام نور الحق ہے اور اسکے دو حصے ہیں ایک حصہ نصاریٰ کے رد میں اور دوسرا خسوف و کسوف کے بیان میں اور دو خواب اور ایک الہام سے مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ دشمن اور مخالف اسکی نظیر بنانے سے عاجز رہے گا - اور اگرچہ بہت ہی تھوڑا کام ہے لیکن میں نے عیسائیوں کو اس کے مقابل بنانے کے لیے دو مہینے کی مہلت دیدی ہے - انکے لیے تو صرف پندرہ دن کی مہلت کافی ہے لیکن اس لحاظ سے کہ آپ بار بار جھگڑا نہ کریں دو مہینے کی مہلت آپ کو بھی دیتا ہوں ایک مہینہ تالیف کے لیے اور ایک مہینہ شائع کرنے اور چھاپنے کے لیے اگر دو مہینے میں چھپکر شائع نہ ہو جائے تو معاہدہ فسخ ہوگا - اور الزام گریز آپ پر رہے گا مگر چاہیے کہ یہ کاغذ جانبین اور گواہوں کے دستخط سے کسی اخبار میں شائع ہو جائے - شرائط جس کی پابندی آپ پر لازم ہونگی وہ یہ ہیں -

(۱) دونوں حصے نور الحق جس قدر اجزا رکھتے ہیں اسی قدر اجزا آپ کی کتاب کے بھی ضرور ہونگے -

(۲) جس قدر ہر دو حصے نور الحق میں اشعار ہیں اسی قدر آپکے رسالہ میں بھی اشعار رہیں گے ہرگز اختیار نہیں ہوگا کہ اشعار اس سے کم ہوں

(۳) جو قصیدہ تائیہ ہو اس کے مقابل پر تائیہ و علیٰ ہذا القیاس

(۴) ہر ایک بحر کے مقابل وہی بحر ہو اور [illegible] ہماری کتاب کا ہر ایک فقرہ [illegible] مقفا ہوا اور یا استعارات لطیفہ پر مشتمل ہوں یہ پابندی بھی آپ پر واجب ہوگی

(۵) جہاں قصائد میں التزام علمی مضامین یا کسی امر کے دلائل بیان کرنے کا التزام رہتا ہے وہی التزام آپ کی طرف سے ہوگا [illegible] کی سلسلہ بندی کو نظم میں یا نثر میں [illegible] ہوا ہے [illegible] سلسلہ بندی اسجا [illegible] دکھانی ہوگی -

(۶) یہ ضروری ہوگا کہ آپ کا رسالہ فی کل واد یہیمون کا مصداق نہ ہو - از قسم ہزل نہ ہو - بلکہ جیسا کہ ہمارا رسالہ مباحث علمی پر مبنی ہو - اگر کسی جگہ آپکو کسی بیان میں ہم سے اتفاق ہو تو اتفاق ظاہر کریے اور معارف جدیدہ بیان کریے - اور اگر کسی جگہ اختلاف ہو تو ہمارے مباحث علمیہ کو رد کرکے دکھلاوے اور جیسے میرے اشعار ایک مضمون کے بیان کرنے میں مسلسل چلے جاتے ہیں یہی شرط ان میں ملحوظ رہے یا اپنے اشعار اشعار کی تعداد سے مطابق ہوں اور ہر شعر شعر کی تعداد سے مثلاً اگر میرے رسالہ میں دو سو شعر پایا جائے تو آپکے رسالہ میں بھی دو سو شعر ہونا ضروری ہوگا -

(۷) آپ کا اختیار نہیں ہوگا کہ کوئی مضمون چھیڑیں بلکہ آپ کا رسالہ میرے رسالہ کی تصدیق

یا تکذیب پر مشتمل ہو گا

(۸) آپ کے لیے کسی اُس تاریخ سے دو مہینے کی مہلت ہوگی کہ جب فریقین کی تحریر کسی اخبار کے ذریعہ شائع ہو کر آپ کو رسالہ نور الحق مل جائے۔

(۹) اگر آپ دو ماہ میں بالمقابل رسالہ شائع نہ کر سکیں تو آپ کو یہ اقرار کرنا ہو گا کہ میں جس مقابلہ کے لیے اُٹھا تھا اُس میں میں نے شکست کھائی

(۱۰) بالمقابل دونوں رسالوں کے نقص اور کمال دیکھنے کے لیے منصف مقرر ہونگے اور کم سے کم اُن میں ایک آدمی ایسا ادیب ہو گا جو اہل زبان اور عرب کے کسی حصہ کا رہنے والا ہو۔ منصف یہ بھی دیکھیں گے کہ شوکت کلام اور متانت کلام اور پُر برکت اور مُوثر از مضمون اور حق اور راستی کی پابندی سے اور پھر بلاغت سے بھرا ہوا کس کا مضمون ہے۔ اگر میری شرائط میں سے کوئی شرط بالمقابل رسالہ لکھنے کے لیے ہو۔ جو میرے رسالہ میں نہ ہو تو آپ وہ ساقط کرا سکتے ہیں

یہ شرائط ہیں جنکی پابندی آپ پر لازم ہوگی اگر آپ کو منظور ہوں تو ایک پانچ دن کے لیے قادیان میں آ جائیں آپ کے آنے جانے کا خرچ میرے ذمہ ہو گا اگر چاہو تو پہلے بھیجدوں اسجگہ کاغذ معاہدہ آپ کے روبرو لکھا جائے گا اور پھر فریقین کے دستخط اور گواہوں کی شہادة سے شائع کرا دیا جاوے گا اور اگر آپ کسی شرط کی برداشت نہ کر سکیں اور وجہ معقول پیش کریں تو اس شرط میں کسی قدر ترمیم کر دیجائے گی پھر لوگ دیکھ لیں گے کہ خدا تعالیٰ غالب آتا ہے یا آپ غالب آتے ہیں۔ میں اپنے آپکو کچھ لکھا پڑھا نہیں سمجھتا جو کچھ ہو گا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو گا اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور خدا تعالیٰ میرا مولیٰ ہے تو خدا تعالیٰ مجھکو ذلیل کرے گا اور میری رسوائی ظاہر کرے گا لیکن اگر ایسا نہیں تو وہ رسوا ہو گا جو میرے مقابل پر آئے گا کیونکہ میں کچھ نہیں سب کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ کہاں انسان سے ہو سکتا ہے کہ باوجود صدہا مشغولیوں اور دائمی ضعف اور علالت کے ایسی تصنیف ایسی عجلت سے ہو۔

یہ بھی یاد رہے کہ میں نے افسوس کے ساتھ اس مقابلہ کو منظور کیا ہے میں اسوقت عیسائیوں کی طرف متوجہ ہوں۔ ایک وہ گروہ ہے جو صدق دل سے اپنے وطن چھوڑ کر میرے پاس آ بیٹھے ہیں اور خدمت میں مشغول ہیں۔ کوئی کسی تالیف میں مشغول ہے کوئی خطوط نویسی میں مدد دیتا ہے اور کسی نے انگریزی خط لکھنے کا ذمہ لیا ہے اور کوئی عربوں کے خطوط کا عربی میں جواب دیتا ہے۔ اور چند روزہ زندگی کو ہیچ سمجھکر اللہ جل شانہ کی راہ میں فنا ہو رہے ہیں اسجگہ مثل غریبوں کی طرح نان و نمک پر گزارہ کر رہے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ بعض انمیں بہت رقیق ہیں بات بات میں انکے آنسو جاری دیکھتا ہوں فاضل ہیں عالم ہیں ادیب ہیں خاکسار ہیں لیکن افسوس کہ آپکو بے بنیاد عمر کا فکر نہیں کیا اچھا ہوتا کہ محبت کے ساتھ دینی کام میں مشغول ہوتے اور مددگاروں میں شامل ہو جاتے اور مجھے راحت پہونچاتے اور اسکا اجر پاتے دیکھتے۔ مثلاً رسالہ نور الحق لاہور میں چھپ رہا ہے اور یہ کسی خود نمائی کی غرض سے نہیں بلکہ محض اُن پلید عیسائیوں کا مُنہ بند کرنے کے لیے ایک ہتھیار ہے جو قرآن شریف پر ٹھٹھا اور اس پاک کلام کی فصاحت پر حملہ کر رہے ہیں مگر میں قادیان میں ہوں اور لاہور میں چھپتا ہے لاہور میں کوئی آدمی ایسا نہیں کہ پروف کو بھی دیکھ سکے اور للہ محنت کرے اور اسمیں غور کرے اور کوئی غلطی ہو تو درست کر سکے آخر پروف میرے پاس آتا ہے اور بیمار طبع ہوں کوئی محنت کا کام مجھ سے نہیں ہو سکتا ادنیٰ توجہ سے دردسر شروع ہو جاتا ہے پھر غلطی رہنے کا احتمال ہوتا بعض ادیب دوست ہیں وہ بھی خدمات سے خالی نہیں اور ہمیشہ پاس نہیں رہ سکتے ایک عرب صاحب محض خط لکھنے کے لیے مقرر ہیں وہ دوسرا کام نہیں کر سکتے ان باتوں کے خیال سے دل بہت دُکھتا ہے مجھے اس کی کیا غرض کہ میں نفسانی دعویٰ کروں لیکن اگر کوئی اس عزت کو لینے والا ہو یہ سب عزة اُسکو دیدوں مگر دینی غمخوار کم ہیں۔ اب نور الحق کے لیے پانچہزار روپے کا اشتہار شائع کر چکا ہوں اور چودہ سو اشتہار اردو میں شائع کر چکا ہوں جنمیں سے ایک آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور اب چودہ سو انگریزی میں چھپ رہا ہے۔ یہ تو میں نے اسلامی غیرت سے اپنی اس علیل طبیعت میں کیا اور نہایت سرسری نگاہ سے صرف چند روز میں اسکو تمام کیا اور میرے دوست جانتے ہیں کہ علاوہ اسکی کہ سو سو شعر گھنٹہ میں طیار ہوے پھر اگر ایسے اسباب کے ساتھ احتمال غلطی نہ ہو تو غلطی کے لیے اور کون سے اسباب ہوا کرتے ہیں بعض وقت لکھتا ہوں تو آنکھوں کے آگے اندھیرا اُتر جاتا ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ غشی آگئی مگر ایسا قائممقام نہیں پاتا جو مجکو مہیا کاموں کا متکفل ہو جائے۔ اگر آپ محبت کی راہ سے یہ خدمت اختیار کرتے جو رسالہ نور الحق کو ہی تدبر سے دیکھتے اور محض خدمت کرنے اور غلطی پاتے تو اسکو درست کر دیتے اور عیسائی گروہ پر رعب ڈالنے کے لیے کوئی تقریظ لکھتے۔ نشست کا سامان نہیں اور جلدی سے چند سطر کھینچدی ہیں اور یہ خط میں نے ایک ساعت فرصت نکالکر لکھا ہے مگر ہمیشہ مجھے اپنے ہاتھ سے لکھنے کی فرصت نہیں اور میں نے کوئی کلمہ سخت آپکو نہیں لکھا اور نہ کچھ رنج کیا اور نہ رنج کا مقام تھا۔ اکثر لوگ کافر دجال بے ایمان کہتے ہیں بڑی بڑی گالیاں نکالتے ہیں انکی کچھ پروا نہیں کیونکہ معاملہ خدا تعالیٰ سے ہے۔ آپ کا یہ فرمانا کہ میں نے کوئی نئی بات آپکی کتابوں میں نہیں دیکھی ورنہ میں اول المؤمنین میں ہوتا عزیز من جماعت بنانے کی آرزو سے تو میں فارغ ہوں اور خدا تعالیٰ نے مدت سے ان خیالات سے میرا دل پھیر دیا ہے میں نہیں چاہتا کہ لوگ مجکو تعظیم سے دیکھیں اور میری شان زیادہ ہو اور میری نسبت کسی کمال کا یقین کریں خدا تعالیٰ کے الہام کو صرف تبلیغ کیطور پر میں نے ہر ایک کو پہونچا دیا ہے مگر میں اپنی پرستش کروانی نہیں چاہتا۔ اگر آپ کے دل میں خدا تعالیٰ نیک بات ڈالدے تو آپ خطوط کا سلسلہ جاری رکھ سکتے ہیں ورنہ میں آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا اگر آپ اپنے خیال بالمقابل تالیف کے فیصلہ کے لیے قادیان میں آویں تو اگرچہ ایسی باتوں سے میں دلی کراہت کرتا ہوں تاہم مجھے منظور ہے شاید آپ کے لیے اسمیں کچھ فائدہ ہو یہ فیصلہ ملاقات سے ہو سکتا ہے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب اسی جگہ موجود ہیں کئی دن سے آپ کا خط پہونچا ہوا ہے مگر میں درد سے بیمار رہا طاقت نہیں تھی آج ذرا افاقہ ہوا تو خط لکھا ہے مگر ڈاک روانہ ہو چکی ہے شاید تیسرے دن آپ کو خط ملے گا۔

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

۴۔ اپریل سنہ ۱۸۹۴ء

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

یہ وفاداری ہے یا حماقت۔

علاقہ مدراس میں ایک ہندو اپنے خاوند کی وفات سے تھوڑی دیر بعد دریا میں ڈوب کر خودکشی کر لی۔

تعجب ہے کہ متین اور سمجھدار اخبار اس واقعہ کی وفاداری اور سچی محبت کا نمونہ قرار دے رہے ہیں حالانکہ اس سے بڑھ کر کوئی حماقت اور اخلاقی کمزوری بیصبری کا نمونہ نہیں ہو سکتا۔ اصل یہ ہے کہ اخلاقی قوت اور استقلال اسوقت تک پیدا ہی نہیں ہو سکتا جبتک انسان اللہ تعالے کی پاک ذات پر سچا ایمان نہ لاوے جو بغیر اسلام کے پیدا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہے جو خودکشی سے روکتا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

عفاک اللہ نکو گفتی

شحنہ ہند نے اس بیہودہ خبر پر جو اخبارات میں آنحضرت صلعم کے روضہ مبارک کے شق ہونے کے متعلق ہے ایک نوٹ لکھا ہے اور ہمیں یہ فقرے قابل غور لگے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہرگز نہیں کہ کوئی نبی یا ولی موت کے بعد زندہ ہو یا دنیا میں زندہ ہو سکتا ہے البتہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ مسیح ۴۰ روز کے بعد قبر سے زندہ اٹھے اور آسمان پر چلے گئے اور اب خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھے ہوئے دنیا کا انتظام کر رہے ہیں اور آسمانی باپ کی بھیڑوں کو چرا کر بکر بھیڑیوں کی پھاڑنے والی کچلیوں بچا رہے ہیں اسلام تو ایک حکیمانہ مذہب ہے جو ایسی بت پرستیوں اور حماقتوں سے بمراحل دور ہے وغیرہ وغیرہ" شحنۂ ہند نے اس نوٹ سے دو باتوں کو ثابت کر دیا ہے۔ اول یہ کہ مردے زندہ نہیں ہوتے اور اسطرح پر ضمناً مان لیا ہے کہ مسیح کے معجزات مردہ جلانے کے کچھ اور معنی رکھتے ہیں دوسرے یہ بھی تسلیم کر لیا کہ مسیح زندہ آسمان پر نہیں گئے۔ ہم شحنہ کی اس رائے سے پورا اتفاق رکھتے ہیں۔ سچائی آخر سچائی ہے۔ اس نوٹ میں ایک اور فقرہ بھی قابل غور لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔ ان حمقا کے نزدیک کوئی نبی اور ولی اور پیر مرتا ہی نہیں سب زندہ ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کو زندہ ماننا بھی دانشمندی نہیں۔ مفصل پھر لکھیں گے۔

مذہبی آزاد خیالی کی ترقی

لنڈنی نامہ نگار اخبار ایڈووکیٹ رقمطراز ہے کہ حال میں میری نظر سے ایک ایسا واقعہ گذرا ہے جو اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ امریکہ میں کسی نہ کسی طرح اب وہ زمانہ جبکہ مذہبی معاملات میں خود رائی کی اجازت تھی گذرتا ہوا نظر آتا ہے۔ امریکہ کے قریب قریب تمام کالجوں میں یہ طریقہ رائج ہے کہ طلبا کو اپنی پولیٹیکل اور مذہبی عقائد تحریر کرنا پڑتے ہیں۔

پادری وکٹر وٹین سکنہ نیویارک بیان فرماتے ہیں کہ باؤڈن کالج کے اعلیٰ درجوں کے طلبا نے باتفاق رائے ایک ایسا عقیدہ قائم کر لیا ہے جسپر تعلیم یافتہ اہل ہنود و اہل اسلام ضرور ظاہر کرینگے۔ اس درجہ میں ۶۰ طالب علم ہیں اور ہر ایک کے مذہبی عقائد جدا گانہ ہیں حتیٰ کہ آزاد منش سے لیکر راسخ الاعتقاد تک ہیں۔ جب یہ طالب علم بی اے کے درجہ کی کتابیں پڑھ چکے جسمیں سائنس فلسفہ کافی طور پر ہوتا ہے تو پریسیڈنٹ صاحب ڈاکٹر ہانڈ نے جو ایک آزاد خیال پادری ہیں ہر ایک طالب علم سے کہا کہ اپنے اپنے مذہبی عقائد تحریر کریں۔ غرض ہر ایک طالب علم نے مختلف عقائد تحریر کر دیے اور ڈاکٹر صاحب موصوف نے تمام طلبا کو اپنے پاس طلب کر کے ان نتائج پر بحث کی جو تمام تحریرات سے اخذ کیے تھے گو آپ نے ان تمام نتائج کے اخذ کرنے میں اور وقت بیان ذاتی الفاظ استعمال کیے تھے لیکن ہر ایک طالب علم کے خیال بجنسہ قائم رکھے تھے دو گھنٹہ تک بحث ہونے کے بعد آخرکار تمام طلبا نے باتفاق رائے عقائد مندرجہ ذیل قائم کیے جو اخبار ڈیلی نیوز میں عوام کی اطلاع کے لیے درج کیے جاتے ہیں

عیسائیوں کے لیے مجموعہ عقائد

میں ایک خدا مانتا ہوں جو قدرت میں بحیثیت قانون۔ سائنس میں بحیثیت حقیقت۔ صنعت بحیثیت حسن۔ تاریخ میں بحیثیت انصاف سوسائٹی میں بحیثیت ہمدردی اور سب سے بڑھ کر حضرت عیسیٰ میں بحیثیت ہمارے اعلیٰ آئیڈیل کے حاضر و ناظر ہے میں انجیل کو اظہار مرضی خداوند برتر معرفت انسان مانتا ہوں دعا کو میں اپنے تئیں خدا کی مرضی پر مجبور کرتا اور گرجے کو ان لوگوں کی جائے صحبت مانتا ہوں جو دنیا میں خدا کی مرضی پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں پرستش کو کام کرنے کی محویت کا ایک اعلیٰ درجہ۔ ایثار علی

النفس کو گمراہ کو راہ راست لانے کی اجرت سمجھتا ہوں۔ نجات کو خود غرضی سے کنارہ کشی کر کے دوسروں کی خدمت کرنا مانتا ہوں اور عدل کو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صریح واقعہ ہے کہ بمقابلہ ظالم۔ عیاش۔ کمینہ۔ مغرور اور باطل کے ہر وقت اور ہر مقام میں حلیم۔ فیاض سلیم۔ اور پاک باطن فوقیت رکھتا ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ آپکے ناظرین اس امر میں مجھ سے اتفاق کرینگے کہ اگر مذہب عیسوی ہمیشہ ان وسیع۔ نایاب اور آزاد الفاظ میں ظاہر کیا جائے تو انجیل مقدس کی تعلیم کا اصل منشا پادریوں کے خیالات کے مطابق بہت جلد آ سکتا ہے۔

اطلاع

موسمی بخار کی وجہ سے چھاپنے والا عملہ کچھ اسطرح پر بیمار ہوا ہے کہ کئی دنوں سے کارخانہ بالکل بند ہے جو اور بھی اخبار کی دیر سے اشاعت کا موجب ہو رہا ہے۔ ان قدرتی مجبوریوں کی وجہ سے ہم اپنے ناظرین سے التماس کرتے ہیں کہ اس توقف اور تعویق میں ہمیں معذور سمجھیں۔ محض اس لحاظ سے کہ اخبار کی بروقت اشاعت کا انتظام ہو جاوے۔

ہم ۱۷ اکتوبر کے اخبار کو ۱۷ اور ۲۴ اکتوبر کے الحکم کا مجموعہ قرار دیتے ہیں اور ۲۴ اکتوبر کے الحکم ۲۴ اور ۳۱ کا نمبر سمجھا جاوے گا۔ اسطرح جسقدر کمی آخر سال تک اخبار کی رہ جاوے گی اسے ہم کسی دوسری صورت میں انشاء اللہ پوری کر دینگے

مندرجہ بالا وجہ کی بنا پر تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کا بقیہ بھی ابھی مکمل نہیں ہوا۔

یاد دہانی

جن حضرات کے ذمہ مطبع کا کچھ بھی بقایا ہے وہ بہت جلد اپنا اپنا حساب بیباق فرما کر کارخانہ کی اعانت فرماویں۔ (ایڈیٹر)

الہام ورسالت

اس میں کچھ شک نہیں کہ عقل جو قدرت انسان کو عطا فرمائی ہے جسم میں وہ ایک ایسا چراغ روشن ہے جو اوس کو ہر ایک تاریکی اور ٹھوکر سے بچاتا اور بھلائی اور نیکی کی راہ دکھاتا ہے۔ عقل ہی سے انسان ہر طرح کی اصلاح اور تہذیب اور شائستگی حاصل کر سکتا ہے۔ جب عقل میں ذرا فرق آجائے تو آدمی پاگل ہو جاتا ہے۔ اپنے اور بیگانے میں تمیز نہیں کر سکتا نہ نیک وبد کو سمجھ سکتا ہے۔

لیکن جہاں اس عقل میں تمام خوبیاں اور ستھرائیاں ہیں۔ وہاں اتنا نقص بھی لگا ہوا ہے کہ یہ خطاء سے محفوظ نہیں۔ کتنا ہی بڑا عقلمند حکیم اور فلاسفر کیوں نہ ہو کسی نہ کسی وقت وہ ضرور چوک جاتا ہے اور کوئی رائے ایسی دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ نہایت برا اور خطرناک نکلتا ہے۔

عقل کے خطاء کرنے اور عدم استقلال کا نظارہ دیکھنا ہو تو یونان وغیرہ کے حکمار کے خیالات میں دیکھو۔ کسی نے پہلے ایک امر کی بابت کچھ خیال کیا مدت تک لوگ اوس کی بات کو کالوحی سمجھتے رہے۔ دوسرے نے اوس کے برخلاف رائے دی اور پہلے کا سارا تار وپود اُدھیڑ دیا پھر لوگوں نے اوس کو رہنما بنایا۔ بطلیموس نے آفتاب کو زمین کے گرد پھرایا اور زمین کو مرکز عالم ٹھہرایا افلاطون اور ارسطو جیسے نامی حکما تک اسی کے مقلد رہے اور سب کا یہی خیال تھا۔ کہ ہماری زمین ہی مرکز عالم ہے۔

بعد میں حکیم فیثاغورث نے بالکل اس کے برخلاف رائے دی اور نظام بطلیموس سے مخالفت کر کے آفتاب کو مرکز عالم ٹھہرایا اور زمین کو اوس کے گرد گھمایا اور ایسا دلائل سے مبرہن کیا کہ سب حیران رہ گئے۔ اہل یوروپ اور تمام مہذب اقوام آج کل اسی حکیم کے پیرو ہیں۔

علم الہیات میں ان حکمار کا اور بھی باہم سخت اختلاف اور تضاد رہا ارسطو جیسا فاضل حکیم انبیاء کی طرح روح محدوث ہی کا قائل تھا اس کے سارے پیرو بھی اسی بات کے قائل تھے سقراط کا قول تھا کہ ہماری حیات اللہ تعالیٰ کی حیات سے مغائر ہے۔ باری تعالیٰ کی حیات اس کی ذاتی ہے۔ اور ہماری حیات ذاتی نہیں اس لئے اوس پر فنا آتی ہے ان میں سے بعض حکمار روح کے قدیم اور غیر مخلوق ہونے کے بھی قائل ہوئے جو سراسر شریعت انبیاء اور صداقت کے برخلاف ہے۔ بعض حکمانے یہ کہا کہ روح کچھ شئے ہی نہیں۔ صرف ترکیب بدنی کے ایک خاص انداز کا نتیجہ روح کہلاتا ہے۔ پھر مرنے کے بعد فنا ہو جاتا ہے۔

لیکن ارسطو اور اوس کے اوستاد افلاطون کا یہ قول تھا کہ روح جسم سے جدا ہونے کے بعد اپنی اوس خاصیت کے ساتھ باقی اور قائم رہی ہے جو اوس کو جسم کے ملنے سے حاصل ہوئی افلاطون نے یہ بھی کہا۔ کہ نیک آدمی کی روح بدن سے جدا ہونے کے بعد روحانیوں میں جا ملتی ہے اور ابدی عیش حاصل ہو جاتا ہے اور بد آدمیوں کی روح بدن سے جدا ہونے کے بعد خبیث روحوں میں جا ملتی ہے اور ابدی عذاب میں مبتلا ہو جاتی ہے (ملل ونحل صفحہ ۳۴۳ و ۳۴۴ جلد ۲)

اس قول سے آریوں کا تناسخ باطل ہوا۔ اور شریعت کے مواتق علیین اور سجین اور جنت ودوزخ کا ثبوت ہوا اور آریوں کا وہ کلیہ ٹوٹ گیا کہ جو ازلی نہیں وہ ابدی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ افلاطون نے روح کے عذاب وثواب کو ابدی کہا اور روح کا حادث ہونا ارسطو کے قول سے منقول ہوا۔

کئی حکمار نے تناسخ کو مانا اور اکثر حکمار نے اوسے باطل قرار دیا اور کہا کہ ہر ایک انسان کی روح اپنی خصوصیت کے ساتھ ایسی خصوصیت رکھتی ہے جو دوسرے کے ساتھ مشابہ نہیں ہو سکتی اور کوئی روح دوسرے جسم میں توالد وتناسل کے ذریعہ سے داخل ہی نہیں ہو سکتی اسلئے کہ وہ جنین جس نے ایک عورت کے رحم میں جنم لیا ہے اس کا جسم اوس خاصیت اور تاثیر کا بنا ہے جو ماں باپ نے غذائیں کھائیں۔ اور ان غذاؤں کا خلاصہ اور ست جس خاصیت اور تاثیر کا نطفہ (بیج) اور حیض کا خون ہوا ہے اوسی کے موافق اوس جسم کی خاصیت اور تاثیر اور اوس کے آئندہ فطرتی اعمال وافعال ہونگے۔ پس اس جنین میں کوئی دوسری روح جو سابقہ جنم کے اعمال کی وجہ سے اور خاصیت اور تاثیر اور افعال واعمال کی مقتضی ہے ہرگز ہرگز داخل ہی نہیں ہو سکتی اور اس بیان سے تناسخ کا بطلان بما اظہر من الشمس ہے جیسا دو اور دو چار۔

تو غرض یہ ہے کہ حکمار اور فلاسفہ میں علم الہیات میں ہمیشہ سخت اختلاف رہا کسی نے سزا وجزا کو قیامت پر موقوف رکھا کسی نے تناسخ پر۔ کسی نے انسان کو گھاس پھوس اور اور حیوانوں کی طرح سمجھا۔ کسی نے ماہیت اشیاء کو وہمی سمجھا۔ ایسے اختلاف کی حالت میں ایک طالب حق کسی یقینی نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ سوائے اس کے کہ اس کے لئے کوئی خدا کی طرف سے سچا معیار اور قول وفعل نہ ہو۔ یہی قول فیصل۔ وحی اور الہام ہے۔

فلاسفہ وقت کی بلند پروازی صرف منطق ریاضی اور طبعیات تک محدود تھی چونکہ منطق اور ریاضی اور طبعیات علوم یقینیہ میں سے ہیں۔ اس لئے.... عوام کو ضرور مغالطہ گذرتا ہے کہ شاید الہیات اور امور مابعد الموت میں بھی ان کا استدلال ٹھیک ہو۔ لیکن یہ استدلال ہرگز صحیح نہیں۔ بلکہ الہیات حصہ انبیاء کا ہے۔ کیونکہ الہیات کے موضوعات علم الغیب میں داخل ہیں اور علم غیب خاصہ انبیاء کا ہے۔ دوسروں کو اوس پر اطلاع ممکن نہیں۔ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اور اللہ ہی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں۔ اوسے اللہ کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔ وہی جاننے والا غیب کا ہے سو اوس کی غیبوبات پر کوئی مطلع نہیں ہو سکتا مگر وہ رسولوں میں سے جس کو انتخاب کرے وہ مطلع ہو کر اوروں کو اطلاع دے سکتا ہے

فلاسفہ کی عقل صرف مشاہد محسوسات تک محدود تھی اوس سے بڑھ کر وحی والہام کے اسرار غامضہ کے فہم وتفہیم کا دماغ نہ رکھتے تھے اور اپنی عقل ناقص کے مطابق رنگا رنگ تاویلات وتسویلات باطلہ سے جہلاء وقت کا دل خوش کیا کرتے تھے اور اپنے تئیں فیلسوف وقت کہلاتے تھے اون کے دل الٰہی روشنی سے منور تھے ہمیشہ ان فلاسفہ کے علم الہیات میں سخت اختلاف رہا فلسفہ کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ وہ انسان کے خیالات طبغاد کا تختہ مشق رہا ہے اور انسان خواہ کیسا ہی باکمال ہو وہ ہرگز سہو وخطاء سے مبرا نہیں۔ الانسان مرکب من السھو والنسیان مشہور مقولہ ہے علم الٰہی کے مقابلہ میں اوس کی کوئی حیثیت نہیں۔

فلسفہ حکمار ہمیشہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہا کبھی ایک بات پر نہیں ٹھہرا۔ لیکن فلسفہ الٰہی ہمیشہ اور ہر زمانے میں ایک ہی وضع اور رنگ پر رہا۔ اس میں کبھی تغیر واختلاف ہوا ہی نہیں۔ اور نہ ممکن ہے کیونکہ وہ بلا شبہ علم الٰہی ہے اور علم الٰہی میں اختلاف ممکن ہی نہیں فلن تجد لسنت اللہ تبدیلا ولن تجد لسنت اللہ تحویلا۔ فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک الدین القیم (باقی آئندہ)

قرآن کریم پر تدبّر کی کسقدر ضرورت ہے

۱- جو شخص تذکرہ قرآنی اور آیات الٰہی سے مُنہ پھیرتا ہے۔ وہ بڑا ظالم اور خدا کا مجرم ہے اللہ تعالےٰ اوس کو دُنیا میں ذلیل خوار کرتا ہے اور آخرت میں بھی کرے گا۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ ومن اظلم ممن ذکر بایات ربہ ثم اعرض عنھا انا من المجرمین منتقمون اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جسکو اُس کے رب کی آیتوں سے یاد دہانی کرائی گئی۔ پھر اوسنے مُنہ پھیر لیا ہم تو ایسے مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمی" اور جسنے میرے ذکر سے مُنہ پھیرا پس تحقیق اُس کے واسطے گذران تنگ ہے اور قیامت کے دن ہم اوس کو اندھا اوٹھاویں گے"۔ پس اے مسلمانون کیا تذکرہ قرآنی سے آپ اعراض کرتے رہوگے اور تا بہ کے۔ کیا اوس کی ابھی تک اشد ضرورت نہیں ہے کیا تذکرہ قرآنی سے اس اعراض کرنے کی حالت میں دنیاوی یا دینی فلاح کی امید رکھہ سکتے ہو۔ یہ آیات آپ کی نظروں میں سرسری اور لغو ہیں۔

۲- غفلت میں انسان اعمال کے نتائج سے عبرت حاصل نہیں کر سکتا بلکہ بے خبر بدمست اور بدکاری میں غرق رہتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون لوگوں کے واسطے اونکا حساب قریب ہوگیا پر وہ غفلت میں مُنہ پھیرے ہوئے ہیں۔ یا ویلنا قد کنا فی غفلۃ من ھذا بل کنا ظالمین۔ ہائے ہماری کمبختی کہ ہم تو حقیقت میں اس حال سے غفلت میں تھے بلکہ ظالم بنے رہے پس اے مسلمانوں کب تک غفلت کیش بیخبر اور بدمست بنے رہوگے اور اذکار قرآنی کی طرف رجوع نہ کروگے۔

۳- غفلت سے انسان حیوان لایعقل بنجاتا اور ایسی حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اوس کی اصلاح غیر ممکن ہوجاتی اور سمجھ اور صلاحیت کے قوے مارے جاتے ہیں۔ بلکہ نصیحت کی بات اور ذکر الٰہی سے بدکتا اور متنفر رہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ ارایت من اتخذ الٰہہ ھواہ افانت تکون علیہ وکیلا ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا کیا تو نے اُس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا کیا تو اوس کی وکالت کر سکتا ہے۔ کیا تو گمان کرتا ہے کہ اکثر اون میں سے سُنتے یا سمجھتے ہیں۔ نہیں نہیں وہ تو چوپایوں کے مشابہ ہیں بلکہ اون سے بھی زیادہ بے راہ فما لھم عن التذکرۃ معرضین کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ۔ پس اون کو کیا ہؤا کہ تذکرۂ قرآنی سے مُنہ پھیر لیتے ہیں گویا کہ وہ بھاگ جانیوالے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگ جاتے ہیں"۔ پس کب تک قرآنی اذکار سے دور اور متنفر ہوکر اللہ کریم کے اُن قوانین سے بے خوف بے ڈر ہوگے۔ کیا غفلت کی کوئی انتہا باقی ہے یا الفاظ ربانی میں کوئی مبالغہ یا لغو ہے جسکو سرسری سمجھتے رہوگے۔

۴- غفلت بدفہمی بے ایمانی دُنیا پرستی اور استغنا عن اللہ کا نتیجہ ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا "کیا بدکاروں کا یہ گمان ہے کہ وہ ہم سے سبقت لے جائیں گے والذین کفروا عما انذروا معرضون مگر کفار کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ تنبیہ اور نصیحت سے مُنہ پھیر لیتے ہیں۔ پس کہاں تک غفلت کو اختیار کروگے اور اوس سے باہر آنے کی کوشش کروگے

۵- غفلت میں انسان کا دل غیر مستقل رہتا ہے۔ اور آخر کار دینی و دنیاوی خرابیوں کا باعث بنجاتا ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیر اطمئن بہ وان اصابتہ فتنۃ انقلب علی وجھہ خسر الدنیا والآخرۃ ذالک ھو الخسران المبین "لوگوں میں سے ایک ایسا ہے کہ ایک کنارہ پر اللہ کی عبادت کرتا ہے پس اگر بھلائی اوسکو پہنچے تو اوس سے مطمئن ہوجاتا ہے اور اگر کوئی فتنہ پہنچے تو جدھر سے آیا تھا اولٹا اودھر کو ہی لوٹ جاتا ہے دُنیا کا بھی خسارہ اور آخرت کا بھی یہی تو صریح بربادی ہے پس کیا اسواسطے غافل ہوکہ خسر الدنیا والآخرۃ میں پھنسے رہو کیا یہ الفاظ خداوندی سرسری ہیں اور قابل توجہ نہیں ہیں۔

۶- واہیات قصّے انسان کو نامعلوم طور پر ایسا بیدین بنا دیتے ہیں کہ وہ آیات الٰہی کو ہنسی سمجھنے لگتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین ۵ اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو واہیات قصّے مول لیتا ہے تاکہ بے سمجھے بوجھے راہ خدا سے بہکاوے اور آیات الٰہی کی ہنسی بناوے ایسے لوگوں کے واسطے رسوا کرنیوالا عذاب ہے۔ پس کہاں تک واہیات قصوں اور ناولوں کے مشتاق اور قرآنی اذکار سے متنفر رہوگے۔ کیا بیہودہ قصوں کے رواج سے چاہتے ہو کہ آیات الٰہی کی ہنسی ہو اور راستبازی سے دُور جا پڑو۔ اور عذاب مہین میں گرفتار ہو جاؤ

۷- جو لوگ آخرت کو بھلا دیتے ہیں وہ خود عذاب شدید کے مستحق اور دوسروں کی گمراہی کا موجب بنتے ہیں وہ شیطان کے بندہ اور شیطانی گروہ میں شامل اور دُنیا اور آخرت میں برباد ہونیوالے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ اولئک فی ضلال مبین ۵ تحقیق جو لوگ اللہ کی راہ سے بہکانے والے ہیں اون کے واسطے عذاب شدید ہے کیونکہ اونہوں نے زمانہ حساب کو بھلا دیا اور اون لوگوں پر جن کے دل ذکر الٰہی کی طرف سے سخت ہوگئے یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں استحوذ علیھم الشیطان فانسٰھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخٰسرون شیطان نے اون پر قابو پالیا۔ پس اون کو اللہ کے ذکر سے غافل بنا دیا۔ یہی لوگ شیطانی گروہ ہیں۔ خبردار تحقیق شیطانی گروہ برباد ہونیوالا ہے ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین جو شخص ذکر رحمٰن سے غافل ہوتا ہے ہم اوس پر شیطان کو قابض کر دیتے ہیں پس وہ اوس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ پس کیا غافل رہ کر دن رات یہی چاہتے ہو کہ شیطانی گروہ میں شامل ہو جاؤ لغو پسند کذاب مفتری اور بے ایمان بنے رہو اور حق و سعادت کے راستوں سے دُور جا پڑو۔

۸- غفلت سے بھولے ہوئے لوگ اٹکل بازیوں سے لعنت الٰہی کے نیچے آجاتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے قتل الخراصون الذین ھم فی غمرۃ ساھون اٹکل باز لوگ ہلاک ہوں جو غفلت میں بے خبر ہیں۔ پس کیا غفلت میں اٹکل بازیوں سے بے باک زندگی بسر کروگے

۹- نصیحت اور یاد دہانی مومنون اور خدا ترسوں کے واسطے مفید ہے مگر جہنمیوں کے واسطے غیر مفید ہوتی ہے پس سعید متقی اور جنتی اور جہنمی کی یہی شناخت ہے کہ وہ نصیحت کو مانتا ہے یا نہیں۔ تنذیر سے عبرت زدہ ہوتا ہے یا نہیں اور ذکر الٰہی کو چاہتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے فذکر ان نفعت

الذکریٰ سیذکر من یخشیٰ و یتجنبھا الا شقی الذی یصلی النار الکبریٰ۔ پس تو نصیحت کر جہاں تک نصیحت مفید ہو جو خدا ترس ہے وہ نصیحت پذیر ہو جائے گا۔ مگر وہ بدبخت گریز کریگا جو بڑی آگ میں داخل ہونیوالا ہے۔ وذکر فان الذکریٰ تنفع المومنین اور تو نصیحت کر کیونکہ تحقیق مومنوں کو نصیحت سود مند ہوتی ہے پس کیا نصیحت کی بات سنوگے یا اوس سے ضد اور نفرت رکھوگے کیا سعادت کی محبت اپنے نفس پر قائم کروگے یا شقاوت کی جنت کی یا جہنم کی نجات کی یا ہلاکت کی۔

۱۰۔ جب قساوت قلبی اور بدکاری انتہا درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ تب سنت اللہ یہ ہے کہ رحمت اور ہدایت کے سامان پیدا ہوا کرتے ہیں۔ جتنے سعید لوگ ہیں از سرِ نو زندہ ہو جاتے مگر بدبخت لوگ سرکشی اور مخالفت کی وجہ سے اور زیادہ برباد ہو جاتے ہیں اس کی حقیقت بعینہٖ ایسی ہے جیسے کہ خشک موسم کے بعد جبکہ زمین مردہ پڑجاتی ہے بارش ضرور آتی اور صحیح تخموں اور جڑوں کو نشو و نما دیکر سرسبز کر دیتی ہے مگر گلے ہوئے تخم اور جلدی گل سڑ جاتے ہیں اب چونکہ غفلت کیوجہ سے قساوت قلبی اور بدکاری انتہا درجہ کو پہنچ چکی ہے اس لئے سنت اللہ کے مطابق رحمت و ہدایت کے سامان بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا قد بینا لکم الایات لعلکم تعقلون۔ کیا مسلمانوں کے واسطے وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا اور ذکر قرآن کے لئے اون کے دل گداز ہوں اور اون لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنکو پہلے کتاب دی گئی تھی پھر اون پر ایک مدت مدید گذر گئی اور اون کے دل سخت ہو گئے اور اکثر اون میں سے فاسق ہو گئے۔ لوگو جانو کہ اللہ زمین کو اوس کے مرے پیچھے زندہ کیا کرتا ہے ہم نے آیتیں صاف صاف بیان کر دی ہیں تاکہ تم سمجھو پس کیا مسلمانوں کے واسطے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا اور ذکر قرآن کے واسطے اون کے دل گداز ہوں اور زیادہ غفلت سے روز بروز سیاہ باطن نہ ہوتے جائیں اور فاسقوں کی کثرت ہو جائے۔

۱۱۔ قرآن مجید انسان کے اندر ذکر و فکر کی قوتیں پیدا کرنی چاہتا اور خود سراسر وعظ و نصیحت ہے۔ سچے قصوں اور واقعی مثالوں سے انسان کو بیدار اور ہوشیار کرنا اور حیوانی زندگی کے علاوہ ایک روحانی زندگی بخشنی چاہتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ ان ھو الا ذکر للعالمین یہ تمام جہانوں کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے۔ پھر فرماتا ہے ان ھو الا ذکریٰ للبشر یہ تو بشر کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے۔ پس کیا اس نصیحت کو سننا اور سمجھنا نہیں چاہتے ہو۔ کیا سوائے پند و نصیحت کے اوس کا کوئی اور کام یا مقصود ہے۔

۱۲۔ عالم کا ہر ایک واقعہ نصیحتوں کی کتاب اور خود انسان کا نفس عبرتوں کا دفتر ہے۔ قرآن مجید اون تمام نصیحتوں اور عبرتوں کی یاد دہانی سے بھرا ہوا ہے پر لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وفی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون زمین میں اہل یقین کے واسطے نشانات ہیں اور تمہارے نفسوں میں بھی کیا پس نہیں دیکھتے۔ پس کیا عالم کے واقعات اور اپنے نفس سے تمکو کچھ عبرت حاصل نہیں ہوئی کہ احکام خداوندی کی نافرمانی سے ظاہر میں کیا حال ہو گیا اور نفس کیسے خراب ہو گئے۔ تو پھر ابھی اذکار قرآنی سے متنفر ہی رہوگے۔

۱۳۔ اپنے نفس اور زمانہ کے حالات کو سوچنا اور اور خدا کا ذکر کرنا تزکیہ نفس اور ترقیات روحانی کے واسطے ضروری ہیں اس کے بغیر انسان حیوانوں سے بدتر ہو جاتا ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون تحقیق اللہ کے نزدیک شریر ترین حیوانات وہ گونگے اور بہرے ہیں۔ جو اپنی عقلوں کو کام میں نہیں لاتے ویجعل الرجس علی الذین لا یعقلون اور اللہ شرک کی نجاست اون لوگوں پر ڈالتا ہے جو عقل کو کام میں نہیں لاتے۔ پھر تمام مسلمانوں کو حکم دیتا ہے فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون۔ تم مجھ کو یاد کرو میں تمکو یاد کرونگا اور میرا شکر کرو اور کفر مت کرو پس کیا قرآن کا کبھی ذکر نہیں کروگے اور اوسمیں فکر کرنا چھوڑے رکھوگے کیا شر الدواب کا خطاب جناب الٰہی سے لے کر ہی رہوگے۔

۱۴۔ یہ سخت نادانی اور بدفہمی ہے کہ بے علمی اور بے عقلی اور رسم پرستی کو کافی سمجھکر ترقی کے واسطے کوئی آرزو اور کوئی کوشش نہ کی جاوے نہ اصل حقیقت کی طرف نظر ہو اور نہ نتائج کی طرف غور کیا جاوے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ھل یستوی الاعمی والبصیر افلا تتفکرون کیا اندھا اور سونکھا برابر ہو سکتے ہیں۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے پس کیا یہی چاہتے ہو کہ قرآن کی طرف سے اندھے بے بصیرت رہو اور کبھی اوس کے نصائح پر غور و فکر نہ کرو اور نہ عبرت پکڑو اور جو اوس کے احکام کی یاد دہانی کرتا ہے اوس کی ایک نہ سنو۔

۱۵۔ بے سمجھے کا کام محض حیوانی فعل ہوتا ہے۔ اُس سے انسانی قلب کچھ روشنی حاصل نہیں کر سکتا قرآن مجید مثال کے طور پر فرماتا ہے ان الذین حملوا التورات ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ تحقیق جن لوگوں سے توراۃ اُٹھوائی گئی پھر اوسکو اونہوں نے نہیں اوٹھایا۔ وہ اُس گدھے کی مثال ہیں جو کتابیں اوٹھاتا ہو۔ پس کیا یہودیوں کی طرح حمال الکتب بننا چاہتے ہو اور غور و فکر سے بھاگتے ہو کیا قرآن کریم سمجھنے کی چیز نہیں۔ کیا بلا سوچے سمجھے کوئی روحانی اور اخلاقی اصلاح ہو سکتی ہے کیا ایسا انسان جو قرآن کو پڑھے پر سمجھے نہیں وہ توراۃ والوں کی طرح کمثل الحمار یحمل اسفارا میں داخل نہ ہوگا۔

۱۶۔ ذکر الٰہی سے غافل ہونا شیطان کے پنجے میں پھنسنا ہے۔ پس جب غفلت طاری ہو یا بد صحبت سے بیہودہ باتوں میں لگجائے تو چاہیئے کہ فوراً توبہ کرے اور غافلوں سے علیحدہ ہو کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جائے یہی تقوے کی حقیقت اور یہی اوس کا تقاضا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمٰن بالغیب فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم اور اگر شیطان تجھکو غافل کر دے پس یاد آنے کے بعد بدعمل لوگوں کے ساتھ مت بیٹھ تحقیق متقی لوگ وہ ہیں کہ جب اون کو شیطانی وسوسہ مس کریں تو فوراً متنبہ ہو جائیں اور اوسی دم دیکھنے لگیں تو بھی تو اوسکو سمجھا سکتا ہے جو نصیحت پر چلے اور در پردہ رحمان سے ڈرتا رہے۔ پس ایسے شخص کو مغفرت اور اجر کریم کی خوشخبری سنا پس کیا شیطان کے پنجے میں عمداً پھنسنا چاہتے ہو؟ پس کہاں تک ذکر الٰہی سے غافل بنے رہوگے؟ کیا قرآن کی طرف توجہ کرنا اور اوس کے تذکروں کو پڑھنا تمہارے دنیاوی شغلوں میں حارج ہوتا ہے۔

۱۷۔ مومن کو ایک روحانی عقل ہوتی ہے۔ جس سے ہر فعل کی حقیقت اور اوس کے انجام کو خوب دیکھتا ہے چنانچہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فرماتا ہے علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی میں اور میرے تابعین ایک بصیرت کے راستہ پر ہیں کیا آپ کو بھی روحانی بصیرت حاصل ہے اور اگر نہیں تو پھر کیوں قرآنی افکار سے استعداد [illegible] (ایضاً)

عہد میثاق

عہد میثاق کی آیات قرآن شریف میں اس موقعہ پر آئی ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کفار کو تقلید آبائی اور کفر اور شرک سے منع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہر ایک شخص کی فطرت میں خدا کی ربوبیت اور الوہیت کا اقرار مودع ہے اور اپنے فطرت کے رُو سے ہر ایک شخص مکلف اور جواب دہ ہے کسی کو کسی شخص کی کفر و شرک میں تقلید نہیں کرنی چاہیئے نہ دوسرے کی تقلید کی وجہ سے کوئی شخص جواب دہی سے چھوٹ سکتا ہے نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں رسم آبائی کی وجہ سے شرک و کفر میں گرفتار رہا۔ اس نے معذور ہوں بلکہ ہر ایک شخص اپنی طرف سے خدا تعالیٰ کے حضور میں جواب دہ ہے اور ہر ایک انسان کی فطرت میں ربوبیت الٰہی کا نقش مرتسم ہے۔ ہر ایک شخص کی فطرت میں اپنے سے بالاتر طاقت کا اقرار مودع ہے۔ وہ بالاتر طاقت ایک ہی طاقت عظمٰے ہے جس نے ساری دُنیا کو بنایا۔ سارا کارخانہ قدرت پھیلایا۔ ذرہ ذرہ اس کی ربوبیت کا مقر۔ بال بال اُس کی نعمت کا ممنون احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

واذ اخذ ربك من بنی ادم من ظهورهم ذريتهم و اشهدهم علی انفسهم الست بربكم قالوا بلی شهدنا ان تقولوا يوم القيمة انا كنا عن هذا غافلين۔ او تقولوا انما اشرك اباؤنا من قبل وكنا ذرية من بعدهم افتهلكنا بما فعل المبطلون وكذالك نفصل الايات ولعلهم يرجعون۔ ٥

اور جب تیرے رب نے بنی آدم ع کی پشتوں سے ان کی اولاد کو لیا اور اون کو اون کی جانوں پر گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ وہ بولے کیوں نہیں ہم شاہد اور اقراری ہیں۔ یہ ایک الہامی طرز بیان ہے خاص عام کے سمجھانے کے لئے۔ ارواح انسانی کی فطرت میں جو اوس نے اقرار ربوبیت کا خاصہ ودیعت رکھا ہے اوسکو سوال کے پیرایہ میں بیان فرمایا۔

ان تقولوا ایسا ہم نے اس لئے کیا یعنے اقرار ربوبیت کا خاصہ جو ارواح انسانی کی فطرت میں مودع ہے اس کی حقیقت تم کو اس لئے یاد دلائی گئی ہے کہ کہیں تم قیامت کے دن کہو نہ خیال کرو کہ ہم اس خاصیت فطرت سے آگاہ نہ تھے۔

او تقولوا انما اشرك اباؤنا۔ یا کہو کہ اس سے پہلے ہمارے باپ دادوں نے شرک کیا۔ اور ہم ان کے بعد کی اولاد تھے (تقلید رسمی کے طور پر یہ شرک ہم میں آگھسا اور موروثی طور پر اوسے مانتے چلے آئے) کیا تو پھر ہمیں اہل باطل کے افعال پر اون کے بناڈالے ہوئے عقاید پر جو ہم کو موروثی طور پر ملے نہ کہ آپ نکالے۔ ہلاک کرتا ہے۔

وكذالك نفصل الايات الخ۔ اور اسیطرح ہم حقائق فطرت کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو روح کا فطری خاصہ معلوم ہو جائے اور جان لیں کہ اپنے رب کے پہچاننے کے لئے اپنی عقل کافی۔ فطرت گواہ ہے۔ پھر تقلید جاہلانہ پر اڑا رہنا یا خدا کو چھوڑ کر بتوں وغیرہ کو معبود سمجھنا سخت درجہ کی حماقت اور ضلالت و سفاہت ہے۔

ولعلهم يرجعون اور تاکہ وہ تقلید آبائی سے منہ موڑ کر حقیقی رب۔ مربی اور محسن کی طرف متوجہ ہوں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے روح کا فطری خاصہ (اقرار ربوبیت الٰہی) اور وہ تعلق جو ارواح انسانی کو خدا کے ساتھ ہے۔ ایسی خوبصورتی کے ساتھ عمدہ پیرایہ میں بیان فرمایا ہے کہ جن سے بڑھ کر کسی حکیم اور فلاسفر کی طاقت نہیں کہ بیان کر سکے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے روح کا حادث ہونا بھی بیان فرمایا ہے۔ اور روح کو جو تعلق اپنے رب کے ساتھ ہے اس کا بھی ذکر فرمایا۔ روح پر خدا تعالیٰ کی سچی حکومت کی وجہ بھی بیان فرما دی۔ ایک طرح پر روح کی حقیقت بھی بیان فرما دی ہے اور روح کی فطرت میں اپنی ربوبیت کا اقرار جو ودیعت رکھا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے خالق و رب ارواح ہونے پر بدیہی شہادت ہے۔ اس کا بھی ذکر فرمایا۔

واذ اخذ ربك من بنی ادم من ظهورهم[1]۔ تیرے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے اون کی اولاد کو لیا یہ بات ظاہر کر دی کہ آدم کی روح علیحدہ ہے اس کی اولاد کی علیحدہ۔ اولاد کی اولاد کی ارواح علیحدہ۔ یہ نہیں کہ تناسخ کے طور پر آدم بنی آدم اولاد در اولاد آدم کی روحیں ایک ہی ہوں جو آواگون کے طور پر ہر قالب میں پہنچی چلی جائیں بلکہ سب کی روحیں جداگانہ ہیں جو خدا تعالیٰ کی مخلوق اور اوس کی ربوبیت کا آثار ہیں

اذ اخذ ربك تیرے رب نے بس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارواح خدا تعالیٰ کی ربوبیت کے ماتحت کے نیچے ہیں اور ارواح کا وجود و بقا اور قیام اللہ کی ربوبیت اور اسی کے سہارے سے ہے اور ارواح انسانی اللہ تعالیٰ کے صفت ربوبیت کا ظہور ہیں۔ جو اس کے ارادہ اور حکم اور قدرت سے نقش ظہور پکڑ گئی ہیں اور خدا کی صفت ربوبیت کا ظل ہو کر خدا تعالیٰ کی طرح عالم صغیر میں متصرف و مدبر ہیں۔ مدرک جزئیات و کلیات و معقولات اور متصرف بالآلات خدا کی صفت ربوبیت کے مظہر اور اوسی کے رنگ سے رنگین ہیں جبھی تو بلا ساختہ پکار اوٹھیں اور پکار رہی ہیں۔ کہ قالو بلٰی۔ کیوں نہیں تو ضرور ضرور ہمارا رب ہے اور جبھی خدا تعالیٰ کا سچا تصرف اور قبضہ اور تسلط ان پر قائم ہوا اور اس کی حکومت ان پر جاری ہوئی

[1] اس میں کچھ شک نہیں کہ ایک حدیث میں اس طرح پر وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرفات کے مقام میں آدم ع کی پشت سے تمام اولاد کو نکالا اور چیونٹیوں کی طرح اون کو پھیلا دیا اور پھر ان سے سامنے ہو کر کلام کیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں وہ بولے کیوں نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(بقیہ حاشیہ کالم (۲)) کہ میں تمہارے اس اقرار پر سبع سموات اور سبع ارضین اور تمہارے باپ آدم ع کو گواہ کرتا ہوں اور خوب سمجھ لو کہ میرے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں پس میرے ساتھ شریک نہ کرنا اور میں اس اقرار کے یاد دلانے پر تمہارے پاس انبیاء کو بھیجوں گا۔ اور کتابوں کو اتاروں گا۔

لیکن حدیث بھی نبوت کا ایک طرز بیان ہے جس میں فطرت انسانی میں اقرار ربوبیت کے مودع ہونے کو اس حسی اور تمثیلی پیرایہ میں ظاہر فرمایا گیا ہے۔ جسطرح پر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اور کئی جگہ تمثیلی پیرایہ میں بعض معارف کو بیان فرمایا ہے سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه كان ظلوما جهولا۔ ہم نے امانت کو یعنے اس ذمہ داری کو جو انسان پر عاید ہے) آسمانوں پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ اور ان پر لادنا چاہا۔ تو اونھوں نے اس کے اوٹھانے سے انکار کیا۔ اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس بوجھ کو اوٹھا لیا۔ یقیناً وہ بڑا ہی ظلوم جہول ہے اب دیکھیئے اللہ تعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر فرمایا ہے کہ وہ ڈیوٹی جو انسان کے متعلق ہے۔ پہاڑ زمین آسمانوں میں سے کسی فطرات میں اس کے اوٹھانے کی قابلیت نہیں تھی۔ صرف انسان ہی میں تھی مگر اس کو بآسانی سمجھانے کے لئے ایک تمثیلی پیرایہ میں ادا فرمایا ہے کہ جو فرائض و خدمات انسان سے تعلق ہیں وہ زمین آسمان اور پہاڑ وغیرہ ہر چیز کے سامنے پیش کئے گئے۔ مگر کوئی اس بار امانت کو اوٹھانے کے قابل نہ تھی صرف انسان ہی میں اس بوجھ کے اوٹھانے کی قابلیت تھی۔ اور وہی فطرتاً اس بار امانت کو

حضرت حجۃ اللہ امام الملۃ کی مکتوبات

مخدومی مکرمی اخویم سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون۔

مقلدین و غیر مقلدین کے بارہ میں جو آپنے خط لکھا تھا کہ اوسمیں کس فریق کی زیادتی ہے سو اس عاجز کی دانست میں مقلدین و غیر مقلدین کے عوام افراط و تفریط میں مبتلا ہو رہے ہیں اور اگر وہ صراط مستقیم کی طرف رجوع کریں تو حقیقت میں ایک ہی ہیں۔

دین اسلام کا مغز اور لب لباب توحید ہے۔ اسی توحید کے پھیلانے کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے اور قرآن شریف نازل ہوا۔ سو توحید شرک اس بات کا نام نہیں جو خدا تعالیٰ کو زبان سے واحدہ لاشریک کہیں۔ اور دوسری چیزوں کو خدا تعالیٰ کی طرح سمجھکر اون سے مرادیں مانگیں اور نہ توحید اس بات کا نام ہے کہ گو بظاہر تقدیری اور شرعی امور کا مبدا اُسی کو سمجھیں مگر اوس کی تقدیر اور تشریع میں دوسروں کا اسقدر دخل روا رکھیں کہ گویا وہ اوس کے بھائی بند ہیں مگر افسوس کہ عوام مقلدین (حنفی) ان دونوں قسم کی آفتوں میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔ اُن کے عقاید میں بہت کچھ شرک کی باتوں کو دخل ہے۔ اور اولیاء کی حیثیت کو اونہوں نے ایسا حد سے بڑھا دیا ہے کہ اربابًا من دون اللّٰہ تک نوبت پہنچگئی ہے۔ دوسری طرف امور تشریعی میں آئمہ مجتہدین کی حیثیت کو ایسا بڑھایا ہے کہ گویا وہ بھی ایک چھوٹے چھوٹے نبی مانے گئے ہیں۔ حالانکہ جیسا امور قضا و قدر میں وحدت ہے ایسا ہی تبلیغ احکام شریعت میں بھی وحدت ہے۔ مقلد لوگ تب ہی راستی پر آسکتے ہیں اور اوسی حالت میں انکا ایمان درست ہو سکتا ہے جب صاف صاف یہ اقرار کردیں کہ ہم آئمہ مجتہدین کی خطاء کو ہرگز تسلیم نہیں کرینگے۔ غضب کی بات ہے کہ غیر معصوم معصوم کی طرح مانا جائے۔ ہاں بیشک چاروں امام قابل تعظیم و شکر گذاری کے ہیں۔ اُن سے دنیا کو بہت فوائد پہنچے ہیں مگر اون کو بمرتبے درجہ پر سمجھنا صفات نبوت اون میں قایم کرنا اگر کفر نہیں ہے تو قریب قریب اوس کے تو ضرور ہے۔ اگر آئمہ اربعہ سے خطاء ممکن نہ تھا تو پھر باہم اونمیں صدہا اختلاف کیوں پیدا ہو گئے اور اگر اون سے اپنے اجتہادات میں خطاء ہوئی تو پھر اون خطاؤں کو صواب کی طرح کیوں مانا جائے۔ یہ بُری عادت مقلدین میں نہایت شدت سے پائی جاتی ہے ہر یک دیانت دار عالم پر واجب ہے کہ ایسا ہی اُنپر شدت کی وجہ سے حملہ کرے اور خدائے جلشانہٗ پر بھروسہ کرکے زید عمرو کی ملامت سے نہ ڈرے۔ اور وہ لوگ جو موحدین کہلاتے ہیں اکثر عوام الناس اونمیں سے اولیاء کی حالت اور مقام کے منکر پائے جاتے ہیں۔ اونمیں خشکی بھری ہوئی ہے اور جن مراتب تک انسان بفضلہ تعالیٰ ہو سکتا ہے اوس سے وہ منکر ہیں بعض جاہل اون میں سے آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم سے ہنسی بھی کرتے ہیں۔ سو ان حرکات بیجا سے وہ کافر نعمت ہیں اور طریق فکر و توحید حقیقی و ذوق و شوق و انس و محبّت سے بالکل دور و مہجور پائے جاتے ہیں خدا تعالیٰ دونوں فریقوں کو توفیق راہ راست بخشے

۸۔ جون ۸۶ء

مکرمی السلام علیکم۔ عنایت نامہ پہنچا میری نسبت جو آنمکرم خود ستائی و استکبار یا کسی بیجا ادعاء کا ظن رکھتے ہیں اس ظن کی بنا صرف بخبر دنیا و اشفیت پر ہے بہتوں نے نبیوں کی نسبت بھی ایسے ہی ظن کئے پھر جب کسی وقت صحبت میسر آئی تو جسکو حق کے ساتھ مناسبت تھی خدا تعالیٰ نے اوس کی وساوس دور کردئے۔ سو اگر آپ صحبت سے بھی دور رہیں اور ملاقات سے کنارہ تو پھر اس بیماری کا کیونکر علاج ہو۔ دعا بھی اُنہیں لوگوں کے حق میں قبول ہوتی ہے کہ جو اپنے تعصب اور سوء ظن کو کچھ کم کرتے ہیں۔ جن لوگونکو انکار میں غایت درجہ غلو تھا اون کو اولوالعزم رسولوں کی توجہ اور دعا بھی کچھ سودمند نہوئی اور جو آپ اون سے وساوس کے دُور کرنے کے لئے مجھے اپنے پاس بلاتے ہیں۔ میرے گمان میں اس آرزو کی بنیاد اخلاص پر نہیں کیونکہ جس حالت میں آپ میری ملاقات سے بھی کنارہ ہیں تو آپ کو میری ملاقات کچھ فایدہ نہیں دیگی میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ آپ ایک رسالہ مستقلہ اپنی رائے اور خیال کی تائید میں چھپوا کر میرے پاس بھیجدیں مگر رسالہ ایسا ہونا چاہیئے جسمیں وہ سب دلائل مندرج ہوں جنپر تائید اپنے دعویٰ کے آپ زور دیتے ہیں۔ اس طور کی بحث سے پبلک کو بہت فائدہ ہوگا۔ اور ہر ایک منصف کو کافی رائے لگانے کا موقعہ مل سکتا ہے۔

آپ کی رائے میں قرآن شریف پہلی کتابوں کا اسطور سے متمم و مکمل ہے جو کچھ پہلی تحریرات سے کچھ زیادہ بیان کرنا قرین مصلحت تھا۔ صرف وہ امر زاید یا کسیقدر مفصل قرآن شریف نے بیان کردیا ہے۔ مگر دوسری ہزارہا صداقتیں کہ جو اچھی طرح پہلی کتابوں میں بیان ہو چکی تھیں وہ قرآن شریف میں پائی نہیں جاتیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے بھی ارادہ کیا ہے کہ انکا اعادہ قرآن شریف ضروری نہیں ان کے لئے پہلی کتابوں کی تلاوت لازم پکڑنی چاہیئے ورنہ ایمان اور عمل اور علم ناقص رہیگا۔ اب ایک دانشمند سوچ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کا یہی ارادہ تھا۔ اور قرآن شریف درحقیقت ایک ناقص کتاب ہے۔ اور اوسکی تکمیل اس تمام مجموعہ کتب پر موقوف تھی کہ جو حضرت آدم سے لیکر تمام متفرق قوموں کے نبیوں پر نازل ہوتی رہی ہیں تو چاہیئے تھا کہ خدا تعالیٰ وہ تمام کتابیں روئے زمین کے مسلمانوں کے لئے میسّر کردیتا یا قرآن شریف میں اون کے نام تبلا دیتا مگر اوس نے تو بجز حضرت موسیٰ کی کتاب توریت اور حضرت داؤد کی کتاب زبور اور صحف ابراہیم اور انجیل کے اور کسی کتاب کا نام بھی تمہیں تبلایا اور جن کتابوں کا نام تبلایا اوس کے ساتھ یہ دل توڑنے والی خبر دیدی کہ وہ تمام کتابیں محرف اور مبدل ہیں

غرض اگر آپ کا یہ دعویٰ صحیح ہے تو اول وہ دنیا کی تمام کتابیں آپ جمع کرکے ہمکو دکھلاویں۔ جن کے شمول و الحاق پر قرآن شریف کی تکمیل موقوف ہے اور اگر وہ نہوں تو پھر قرآن شریف ناقص رہ جاتا ہے میری دانست میں آپنے ایک ایسا فضول اور بے بنیاد دعویٰ اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ جسکا ثبوت آپکے لئے محال اور ممتنع ہے۔ بینات قرآنی سے آپ کیوں بھاگتے ہیں کیا کبھی قرآن شریف کی تلاوت کا بھی اتفاق نہیں ہوا اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے یَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَہَّرَۃً فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ۔ سو جس حالت میں اللہ جلشانہٗ آپ فرماتا ہے کہ تمام پاک صداقتیں جو پہلی کتابوں میں تھیں اس کتاب میں درج ہیں تو آپ ایسی جامع کتاب کو کیوں نظر تحقیر سے دیکھتے ہیں آپ کے لئے یہ طریقہ بہتر ہے کہ چند پاک صداقتیں کسی پہلی کتاب کی جو آپ کے گمان میں قرآن شریف میں نہیں پائی جاتیں اس عاجز کے سامنے پیش کریں پھر اگر یہ عاجز قرآن شریف سے وہ صداقتیں دکھلانے میں قاصر رہا تو آپکا دعوےٰ خود ثابت ہو جائیگا کہ ایسی ضروری اور پاک صداقتیں قرآن شریف میں نہ پائی گئیں ورنہ آپ کو اس غایت درجہ کی بے ادبی سے توبہ کرنی چاہیئے کہ جس کتاب کا نام جامع الکتب اور نور مبین رکھا ہے۔ آپ اس کتاب کو ناقص ٹھہراتے ہیں۔ آپ کو ابتک یہ بھی خبر نہیں کہ خود یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ اقوام کے اقرار سے ثابت ہے کہ پہلی کتابیں جو دنیا کے لوگوں پر نازل ہوئی تھیں کچھ تو اونمیں سے تمام نابود ہو گئیں اور کچھ تحریف کی گئیں اور کچھ ناقص رہ گئیں سو اب صحت و کاملیت و جامعیت دستیاب ہونا اُن کتابوں کا محال ہے۔ پس آپ قرآن شریف کی کاملیت کو محال پر موقوف رکھکر ایک زہرناک فتنہ میں لوگوں کو ڈالنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ آپکے لئے ممکن نہ ہوگا اور عنقریب آپکو ندامت کے ساتھ۔ اس مفسدانہ اعتقاد سے رجوع کرنا پڑے گا زیادہ کیا لکھوں

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خاکسار مرزا غلام احمد

۲۸۔ اپریل ۸۸ء

ایک خط

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جس سے اُس کے برعکس ثابت ہوتا ہے۔ ابھی تھوڑی سی مدت اس خیالی عقیدہ کے اور باقی ہے اوس کو بھی دیکھ لیں سورہ مومنون میں آیا ہے حتیٰ اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون دیکھو اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ مر چکے ہیں۔ اونمیں اور دُنیا میں ایک پردہ ہے جس کی وجہ سے وہ قیامت تک دنیا کی طرف رجوع نہیں کر سکتے دیکھو تمہارے ہی پیران عظام میں سے شاہ عبد القادر صاحب اوس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ اور اون کے پیچھے اٹکاؤ ہے جس دن تک اوٹھائے جائیں اے میرے مخالفو اگر تمکو کچھ خفیف سا شبہ ہو کہ یوم یبعثون سے کیا مراد ہے۔ تو ان آیات کو پڑھو ثم انکم بعد ذالک لمیتون ثم انکم یوم القیامت تبعثون۔ پھر آیکھزت اگر تمکو یہ شبہ درپیش ہو کہ یہ آیت کافر کے حق میں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہاں پر اپنی سنت مستمرہ عامہ کو بیان کرتا ہے۔ کچھ تخصیص کافر کی نہیں ہے۔ برزخ سب لوگوں کے لئے مقرر ہے۔

اگر اس بیان سے تسلی وتشفی نہیں ہوئی تو اس قانونی آیت کو پڑھو اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت ویرسل الاخریٰ الی اجل مسمی سورہ زمر پارہ چوبیس ۲۴ دیکھو اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب موت کا حکم صادر ہو گیا اور وہ مر گیا اوس کی روح کو روک دیا جاتا ہے پھر وہ واپس نہیں آسکتا ہے اور اگر شک وشبہ ہو کہ یہ نہیں ثابت ہوا کہ خدا نے عہد اور وعدہ کر لیا ہے کہ مردے دوبارہ دُنیا میں نہیں لوٹائے جائیں گے۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ ہم آیت مذکورہ بالا وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لایرجعون کے بیان میں اس امر کو ثابت کر چکے ہیں۔ اگر کم فہم نہ سمجھے تو اوس کے مزید اطمینان کے لئے۔ احادیث ذیل بطریق اختصار مرقوم ہیں۔

(۱) امام احمد ابن حنبل اور عبد اللہ ابن حمید اور ابو یعلی اور طبرانی اپنی اپنی کتابوں میں جو اون کے نام سے موسوم ہیں اور حافظ سعید ابن منصور سنن سعید ابن منصور

۴- یہ ثابت ہو کہ مردہ زندہ ہو کر پھر دنیا میں اپنے گھر واپس آیا ہو

۵- اگر کوئی نظیر ایسی ہو تو پیش کر جب ہم جانیں کہ تم سچے ہو۔

سنن سعید ابن منصورؒ میں حدیث حدیث ذیل جابر ابن عبد اللہ سے لائے ہیں دیکھو (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۸۱) یعنی جابر ابن عبد اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر کیا تجکو علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو زندہ کیا۔ اور اوس سے کہا کہ اے عبد اللہ جو خواہش تجھے محبوب ترین ہو اوسکو میرے سامنے پیش کر۔ تو اوس نے کہا اے میرے مولا مجھے دُنیا کی طرف واپس کر تاکہ پھر میں ایکدفعہ قتل کیا جاؤں تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تو میرا قطعی حکم ہو چکا ہے کہ موتے دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجے جاتے۔

(۲) حاکم اپنی کتاب مستدرک میں حضرت جابر سے یہ حدیث یوں بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے جابر سے فرمایا کہ اے جابر اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو زندہ کر کے اُس سے کلام کی اور کہا کہ کوئی خواہش ظاہر کر تو اوس نے کہا میں یہ خواہش کرتا ہوں کہ میری رُوح کو واپس کر اور مجھے ولیسا بنا دے جیسا میں پہلے تھا اور مجھے اپنے نبی کے پاس واپس کر دے تاکہ میں تیری راہ میں دوبارہ جہاد کروں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تو عہد ہو چکا ہے کہ مردے دوبارہ دُنیا میں نہیں جا سکتے۔ اب جائے غور ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مُردوں کا دوبارہ دنیا میں جانا میرے معاہدہ کے خلاف ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر اب بھی یہ مانا جائے کہ مسیح نے مردوں کو زندہ کیا اور وہ دوبارہ دُنیا میں آئے اور رہے سہے۔ اور پھر اونکی اولاد پیدا ہوئی تو یہ ایسی بات ہے کہ خدا تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ یہ امر مجھ سے کبھی نہیں ہو سکتا مگر ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ مسیح کر سکتے ہیں۔ آفرین اون کے ایمان وفراست پر۔ اگر اب بھی کہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے معاہدہ اور سنت مستمرہ عامہ کے خلاف مردوں کو دوبارہ دُنیا میں رہنے سہنے کے لئے بھیجا ہے تو یہ ایسی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے ان اللہ لایخلف المیعاد ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کہ میں اپنے معاہدہ اور سنت مستمرہ کے خلاف نہیں کرتا ہوں۔ کیونکہ اسمیں جھوٹ اور نقص علم یعنی جہل وغیرہ کا عیب خدا کی ذات پر عاید ہوتا ہے۔ اور خدا کی ذات سبوح وقدوس عالم الغیب والشہادۃ ہے اور من اصدق من اللہ قیلا ومن اصدق من اللہ حدیثا اوس کی شان ہے۔ وہ جھوٹا نہیں وہ تام الفہم جاہل نہیں۔ بہت عرصہ ہوا کہ ایک پیر جی صاحب نے یہ مسئلہ نکالا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی جھوٹ بولا نہیں اور نہ جھوٹ بولے گا۔ ہاں یہ عیب اوس کی ذات میں ممکن ہے معاذ اللہ من ذالک تم تو اے مخالفو اس پیر جی کے بھی اوستاد نکلے تم نے تو ان عقاید ومسائل سے یہ ثابت کر دیا کہ ہاں خدا نے جھوٹ بولا ہے اور کذب اوس کے کلام میں واقعہ ہے اور اوس نے اپنی کم فہمی سے پہلے کچھ قانون مقرر کیا تھا۔ جب اوس کو اپنے اُس قانون کا نقصان اور اوس قانون کی خرابی بعد کو

معلوم ہوئی اور ثابت ہوئی تو اُس نے اپنے اس قانون کو بدل دیا۔ پہلے سے اوس کو یہ خرابی معلوم نہ تھی وہ جاہل تھا۔ افسوس اے مخالفو تمہارے ایمان پر اور تمہارے فہم قرآن پر اسی بنا پر تم فہم قرآن کا دعوےٰ کرتے ہو اور اوس کے کلام میں اختلاف کثیر ثابت کرتے ہو حالانکہ خداوند کریم تمہاری فہم کا مخالف ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میرے کلام میں اختلاف نہیں ہے اور یہی دلیل ہے اوس کے الہی کلام ہونے کی ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ حضرت عمر جیسے اصحابی اہل زبان جن کی مادری زبان عربی تھی وہ تو برسوں میں سورہ بقر کو رسول کریم سے سمجھیں اور تم یہ چاہتے ہو کہ بغیر پڑھے اور بغیر اوس کے کہ راسخین فی العلم سے اوس کو سیکھیں اور سمجھیں ہمکو قرآنی معارف میں دخل تام اور ملکہ حاصل ہو جائے۔ یہ کیا تمہاری ایمانی فراست ہے اور یہ کیا تمہاری قدر دانی قرآن کی ہے اب میں جابر والی روایت اور طریق سے بیان کرتا ہوں تاکہ تائید پورے طور سے ہو جائے۔

(۳) ابو نعیم اصفہانی اپنی کتاب حلیہ ابو نعیم میں حضرت عائشہ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ اے جابر میں تمہیں عمدہ خبر سُناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو زندہ کر کے میرے سامنے بٹھا کر کہا کہ اے میرے بندے جو چاہے مجھ سے مانگ میں تجھے دونگا اوس نے کہا اے میرے رب میں نے تیری عبادت کا حق جیسے چاہئے تھا ادا نہیں کیا اس لئے میں تیرے حضور میں یہ خواہش کرتا ہوں کہ مجھے پھر دُنیا میں بھیج تاکہ میں تیرے نبی کے ساتھ ہو کر جہاد کروں اور تیرے ہی لئے پھر ایک دفعہ مارا جاؤں اس پر اللہ نے کہا یہ بات تو نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ مجھ سے فیصلہ ہو چکا ہے کہ تو دُنیا میں واپس نہیں جا سکتا۔

(۴) شرح مواہب لدنیہ زرقانی جلد ۲ صفحہ ۶۳۔ (روی ابوبکر بن مردویۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا جابر الا اخبرک ما کلم اللہ تعالیٰ احدا قط الا من وراء الحجاب وانہ کلم اباک فقال سلنی اعطیک۔ قال اسئلک ان اردنی الی الدنیا فاقتل فیک ثانیۃ فقال الرب عزوجل انہ سبق منی انھم لایرجعون الی الدنیا اور دیکھو حدیث جابر ابن عبد اللہ کی۔ جو مشکوٰۃ شریف میں بھی مروی ہے۔ عن جابرؓ قال لقینی رسول اللہ صلعم فقال یا جابر مالی اراک منکسرا قلت استشھد ابی وترک عیالا ودینا قال افلا ابشرک بما لقی اللہ بہ اباک فکلمہ کفاحا قال یا عبدی تمن علی اعطک۔ قال تحیینی فاقتل فیک ثانیۃ قال الرب تبارک وتعالیٰ انہ قد سبق منی انھم لایرجعون رواہ الترمذی

اب ہمارے مخالفین ان احادیث سے خوب اپنی تسلی وتشفی کر لیں کہ ان حادیث سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ مردے دُنیا میں دوبارہ نہیں بھیجے جاتے اور یہ بھی معلوم کر لیں کہ بعض جہل مرکب لوگوں کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے عالم برزخ میں مردوں سے کبھی مکالمہ نہیں کیا اور اون سے کبھی سوال

قلت یابنی الرسول انہ قال لا یکلم اللہ احدا الا من وراء حجاب وانہ کلم اباک کفاحا

جواب نہیں ہوا محض فضول ولغو خیال ہے کیونکہ اس حدیث میں سوال وجواب موجود ہے اور یہ سوال وجواب عالم برزخ میں ہی ہوا۔ اے حضرات منکرین عقل کی آنکھوں سے تعصب کا حجاب دور کر کے حدیث کے الفاظ پر غور کرو کتاب مستدرک

الی قضیت انھم لا یرجعون۔ زرقانی۔ انہ سبق منی انھم لا یرجعون۔ ترمذی۔ قد سبق منی انھم لا یرجعون۔ حلیہ ابونعیم اصفہانی۔ انہ قد سلف منی انک الیھا لا ترجع۔ مسند امام احمد ابن حنبل انی قضیت انھم لا یرجعون۔

امید ہے کہ اگر تم میں بوئے ایمان کچھ بھی ہے تو ضرور تمہاری دلی شوخی قلبی عداوت نشانہ سہام ہلاکت بنیگی۔ اور یہ تم خوب جان لو۔ کہ تمہارے شپر چشم ہونے سے چشمہ آفتاب پر کیا نقص عائد ہو سکتا ہے۔ یاالٰہی ترا فرقان ہے کہ اک عالم ہے ٭ جو وہ سب اس میں مہیا نکلا ٭ ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور ٭ ایسا چمکا ہے کہ صد نیر بیضا نکلا ٭ زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں ٭ جس کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا ٭ جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں ٭ جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا ٭

اصلی اور سچی بات تو یہی ہے کہ کہیں بھی ثابت نہیں ہوتا کہ مردے دوبارہ دُنیا میں آجایا کرتے ہیں جب ہم قرآن شریف پر ایک گہری نظر ڈالتے ہیں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ خداوند کریم رب العالمین علام الغیوب ہادی حقیقی نے وہ امور جو انسانی ضروریات کیلئے ضروری تھے سب کے سب اپنے کلام پاک میں مشرح طور پر مذکور فرمائے ہیں یہانتک کہ قرآن کریم میں انسان کے مرنے کے وقت کی وصیت اور اوس کے مرنے کے بعد اُس کے ترکہ کی تقسیم کی پورے طور سے تشریح کیگئی ہے۔ اور نیز یہ بیان کر دیا گیا ہے کہ اوس کی بیوی کب تک اوس کے مرنے کے بعد عدت میں رہے... الحاصل موتے کے متعلق جسقدر تمدنی لحاظات سے انسان کیلئے ضروریات پیش آتے تھے۔ اون کے مسائل وہدایات کا کافی وافی بیان موجود ہے لیکن اگر سنت اللہ میں مردوں کو کسی نبی یا ولی کی دعا سے بطور اعجاز یا کرامت زندہ ہونا مسلم الثبوت ومتعین الارادہ تھا جو جس موقعہ پر مال ومنال متوفی کی تقسیم میں الورثا اور اوس کی بیوہ کے نکاح کا ذکر کیا گیا ہے وہاں یہ بھی مسئلہ مذکور ہوتا...... کہ اگر کوئی مرا ہوا کسی بزرگ کی دعا سے زندہ ہوکر دُنیا میں واپس آجائے تو اوس کا تقسیم شدہ مال اسطرح واپس کیا جاوے اور اوس کی زوجہ جو بعد انقضائے عدت مقررہ کے کسی اور شخص سے نکاح کر چکی ہو تو اوس کو کسطرح پھر واپس ہونا چاہیئے یا نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ مسئلہ ایک پیچیدہ مسئلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کو بغیر فیصلہ کے کیونکر ترک کر سکتا تھا۔ کیا ہمارے مجانین یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسکا بیان کرنا بھول گیا۔ ما کان ربک نسیا۔ خدا تو ہرگز نہیں بھولا کرتا یہ ہمارے مخالفوں کی نافہمی اور بے عقلی ہے کہ اونہوں نے خلاف قانون الٰہی کے محض اپنے وہم اور خیال سے یہ عقاید نکالے ہیں۔ ورنہ ازبس ضروری تھا کہ اس مسئلہ کو خداوند ہادی حقیقی قرآن شریف میں بیان فرماتا جبکہ اوس نے اوسکا ذرہ بھی ذکر نہیں کیا۔ تو پھر یہ ہی تسلیم کرنا ضروری ہوا۔ کہ کوئی مردہ زندہ ہوکر دُنیا میں پھر واپس نہیں آتا۔ (۲) بفرض محال اس مسئلہ کو بوجہ نادر الوقوع ہونے کے عام قاعدہ کے ذیل میں اللہ تعالیٰ نے بیان نہیں کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصبی فرض تھا کہ اس مسئلہ کو مشرح ومفصل طور پر بیان فرماتے لیکن جہاں تک احادیث صحیحہ کا مطالعہ کیا گیا تو کہیں بھی اس مسئلہ کا اشارہ تک نہیں ملا تو پھر کیونکر مان لیں کہ مردے زندہ ہوکر دُنیا میں آیا کرتے ہیں چونکہ آنحضرت تو افضل الرسل تھے اور تمام انبیا کی صفات کے جامع تھے۔ تو چاہیئے تھا کہ جیسے اور انبیار کی نسبت مردہ زندہ کرنے کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ ان سے بھی کوئی مردہ زندہ ہوتا..... اور جب وہ خود بنفس نفیس اس امر کے مشاہدہ کرنے والے اور دیکھنے والے ہوتے تو ضرور یہ قاعدہ بھی مقرر کرتے کہ جب کوئی آدمی مر جائے اور وہ مال اور اپنی عورتیں چھوڑ جاوے تو اوس کا تقسیم شدہ مال اور اوس کی عورتیں جو دوسرے شخص کے نکاح میں آئی ہیں کیونکر واپس ہوں لیکن دُنیا بھر کی کتب احادیث سے ایک حدیث بھی ایسی نہیں ملتی کہ جس میں اس مسئلہ کا بیان کیا گیا ہو لہذا ماننا پڑیگا کہ کوئی مردہ زندہ ہوکر دُنیا میں نہیں آتا یہ لوگوں نے جھوٹے قصے اور افسانے بنا رکھے ہیں جو یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں سے لئے گئے ہیں (۳) آثار صحابہ سے بھی کوئی تصدیق اس امر کی نہیں ہوتی حالانکہ بہت سے خوارق اون سے ظہور میں آئے اور نہ خلفائے اربعہ کو اس قسم کا کوئی مقدمہ پیش آیا کہ فلاں شخص مر گیا تھا اور اوس کے مرنے کے بعد اوس کے ورثا ہیں اوس کا متروکہ مال تقسیم ہو چکا اور اوسکی زوجہ عدت کے بعد فلاں شخص سے نکاح کر چکی مگر اب وہ دوبارہ زندہ ہوکر آگیا ہے اوس کے اور اوس کی عورت کے بارہ میں کیا کارروائی ہونی چاہیئے۔ جب ثبوت نہیں تو ضرور اے علمائے وقت اس بات کو تسلیم کرلو کہ مردوں کا زندہ ہوکر پھر دُنیا میں آنا ایک بے بنیاد بات ہے ورنہ حضرت عمر وغیرہ جیسے بزرگ متفنن ومنتظم ایسے اہم وضروری امر کیونکر فروگذاشت کرتے جس حالت میں کہ اونہوں نے صدہا ایسے انتظامات کئے جو زمانہ سابق میں نہ تھے۔ (۴) علمائے حنفیہ نے جنہوں نے ہزارہا کتب فقہ بڑی بڑی ضخیم مجلدات میں لکھی ہیں اور جنہوں نے کوئی خفیف سے خفیف سا امر بھی نہیں چھوڑا حتیٰ کہ پیشاب اور پاخانہ اور اون کے ایک ایک قطرہ پر بحث کی ہے تو کیا وجہ ہے کہ اونہوں نے اپنی کتابوں میں دفن کے زندہ ہوجانے کے بعد اور دُنیا میں لوٹ آنے کے بعد اونکی وراثت اور ازواج کے متعلق کوئی باب نہیں باندھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اون بزرگان کے نزدیک بھی یہ ہی امر مسلم تھا کہ مردہ زندہ ہوکر دنیا میں واپس نہیں آسکتا۔ اگر اس کا کوئی بھی وقوعہ پیش آتا۔ اور واقع ہوتا تو کبھی بھی یہ بزرگ ایک لمحہ کے لئے نہ چوکتے خواہ یہ بات نادر ہی کیوں نہ ہوتی۔ لیکن جب اونہوں نے ایسا نہیں کیا تو ثابت ہوا کہ کوئی مردہ زندہ ہوکر اپنے گھر نہیں آیا کرتا۔

(۵) اگر علمائے حنفیہ سے اس بارہ میں چوک ہوگئی تھی۔ یا اون کے اعتقاد میں مردہ زندہ ہوکر نہ آتے ہوں جسکی وجہ سے اونہوں نے اپنی کتابوں میں اس مسئلہ پر بحث نہیں کی لیکن علمائے مالکیہ جو حنفیہ کے مسائل میں بہت بڑا اختلاف کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کو ضرور بیان فرماتے اور علمائے حنفیہ کو متہم کرتے کہ ایسے اہم اور ضروری مسئلہ کو اونہوں نے ترک کر دیا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ علمائے مالکیہ نے کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ کوئی باب اس کے متعلق باندھا جس سے متحقق پایا جاتا ہے کہ مالکیوں کے نزدیک بھی مردے زندہ ہوکر نہیں آیا کرتے (۶) اگر علمائے مالکیہ بھی خواہ بروئے اعتقاد خواہ بوجہ سہو یا خطا اس مسئلہ میں ساکت رہے تو علمائے وفقہائے شافعیہ جنہوں نے ہردو مذہب مذکورہ بالا کے مجتہدات کے خلاف بہت کچھ بیان کیا ہے اور اونکے حلال کردہ کو حرام اور حرام کردہ کو حلال قرار دیا لیکن اس مسئلہ میں اونہوں نے بھی کوئی گفتگو نہیں کی اور نہ اپنی فقہ کی کتابوں میں کوئی باب اس کے متعلق وضع کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مذہب کے نزدیک بھی مردے زندہ ہوکر نہیں آیا کرتے ورنہ ضرور اس مسئلہ پر خامہ فرسائی کرتے اور کوئی قطعی فیصلہ لکھتے۔ (۷) اگر یہ بھی مان لیں کہ علمائے حنفیہ ومالکیہ وشافعیہ اس مسئلہ کو بھول گئے یا یہ کہ اعتقاداً وہ اوس کو جائز نہیں سمجھتے تھے تو فقہائے حنبلیہ تو ضرور اوسکو زیر بحث لاتے کیونکہ یہ فرقہ زیادہ تر اپنا دستور العمل حدیث کو قرار دیتا ہے۔ لیکن جہانتک تحقیقات کی گئی یہ ہی ثابت ہوا کہ اس مسئلہ میں وہ بھی ساکت ہیں تو ایسی حالت میں بجز اس کے اور کیا تصور ہو سکتا ہے کہ اون کے نزدیک بھی کوئی مردہ زندہ ہوکر دُنیا میں واپس آنا جائز وممکن الوقوع ہوتا اور عادت الٰہیہ میں داخل ہوتا تو ضرور اس مسئلہ کے متعلق کوئی نہ کوئی فقیہ بحث کرتا (۸) اگر قرآن اور حدیث اور آئمہ مجتہدین واصحاب رسول اس بارہ میں خاموش تھے تو ایک غوث جنکو غوث الاعظم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جن کے نام سے ہزارہا مردوں کا زندہ کرنا منسوب کیا جاتا ہے یعنی حضرت سید عبدالقادر جیلانی جو واقعی ایک بہت بڑے کامل اولیاء اللہ سے ہیں وہ بقول عوام لوگوں کے خیال اور اعتقاد کے اس معاملہ میں صاحب تجربہ ہونے کے سبب ضرور ضرور اس مسئلہ پر بحث فرماتے کیونکہ اونہوں نے بھی چند کتابیں مسائل دینی پر لکھی ہیں اور ضرور اون کو اپنے زمانہ میں اس قسم کا مقدمہ پیش آیا ہوگا۔ کیونکہ جب اونہوں نے ہزارہا روحوں کو زنبیل ملک الموت سے نکال لیا اور بارہ برس کی غرق شدہ برات کو زندہ کیا تو اون کے پس ماندگان کو اون کی وراثت متعلق ضرور تنازعہ ہوا ہوگا اور اون کی عورتیں دوسرے خاوندوں سے اولاد بھی لے چکی ہونگی اور اون کے مال خورد برد بھی ہوگئے ہونگے تو ایسی حالت میں کیونکر ایک جم غفیر خاموش ہوگیا ہوگا۔ لیکن باوجود اسقدر شہرت کے ہمیں ایک نظیر بھی اون کی زندگی میں پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی ٭ کہ کبھی کسی نے ایسا مقدمہ اون کی خدمت میں یا ان کی جانشین گدی نشین پیش کیا ہو پس

آپ بیتی

گذشتہ اشاعت سے آگے

چونکہ میں نے اپنی بھی اُن سے غرض بتائی تھی کہ فقط اسلئے آپ کو ساتھ لیتا ہوں کہ موقع پر آپ مجھے نیک اور میرے مناسب مشورہ دینا پس اسی طرح اونہوں نے مجھے فی الفور کہدیا اور میری اندرونی حالت یہ تھی کہ اگر ایک نہیں ہزار دفعہ بھی اس کے خلاف اگر وہ مشورہ دیتے تو میں حلقہ بگوش ہوئے بغیر اس مُبارک آستانہ سے جدا ہوتا مگر الحمدللہ کہ فی الفور مولویصاحب نے مجھے میری دلی آرزو کے مطابق کہدیا لیکن انکا خاص ارادہ بالکل اس امر پر نہ تھا - اور راون کے لئے سب ہمارے مدراسی بھائیوں کی یہ رائے تھی - اگر مولویصاحب کی مرضی بھی آجائے پھر بھی مصلحت کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں چونکہ اسوقت کی مخالفت بڑی سخت تھی اور مولویصاحب سے ابھی وہاں بہت کچھ ہونا باقی تھی - اس لئے میں خود اسوقت اس امر کے مخالف تھا مگر مولویصاحب پہلے ہی نظارہ میں زخمی ہو گئے تھے -

اس لئے وہ بجائے خود بڑی تشویش میں پڑ گئے اور استخارہ پر استخارہ کرنے لگے اور یہی فرماتے تھے کہ مجھے کچھ پتہ نہیں لگتا کہ میں کیا کروں تو اس کے جواب میں میں انکو وہی کہتا تھا جو تمام احباب کی رائے تھی جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے - مگر وہ اون کے خلاف مرضی ہوتی تھی اور پھر استخارہ کی طرف جہک جاتے تھے اور مجھے بھی روک رکھا تھا - غرض چار شنبہ کے دن بعد نماز صبح اپنی عادت کے موافق چادر اوڑہ کر سو گئے اور چند منٹوں کے بعد جیسا کہ اونکی عادت تھی اوٹھے اور فرمایا کہ مجھے یہی جواب ملا ہے - کہ مولوی نورالدین صاحب کی مشورہ پر عمل کرو - غرض اوسی وقت حضرت مولانا مولویصاحب کو تشریف آوری کے لئے پیغام بھیجا اور حضرت مولانا نے اون کے اظہار کے بعد میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ تو شاید بیعت کر چکے جواباً میں نے عرض کیا کہ مولویصاحب نے مجھے روک رکھا ہے اسکو سنکر مولانا نے فرمایا کاش تمنے مخالفت کی ہوتی تو ابتک اسکا کچھ نہ کچھ اثر بھی محسوس کر لیتے اور پھر مولویصاحب سے کہا کہ پوچھنے کیا ہو ؟

در ہر چہ باشی زود باش - غرض مولویصاحب کے مشورہ کے بعد یہی صلاح ٹھہری کہ کل شب جمعہ ہے اور ہم دونو بیعت ہو جائینگے اور جمعہ پڑہ کر شنبہ کو روانہ ہو جائینگے کیونکہ حضور نے وہی دن روانگی کا مقرر فرمایا تھا اسکے بعد مولوی حسن علی صاحب کا یہ حال تھا کہ بار بار فرماتے تھے کہ شب جمعہ تو کل ہے - اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ ابھی اسی شب کیوں نہیں اور یہاں اتنی دیر کرنے کی برداشت نہیں ہے - غرض اسی روز شام کو یہ عاجز اور مولویصاحب بیعت سے مشرف ہو گئے - الحمدللہ علیٰ ذالک -

اس کے بعد کوئی دو دن ہی ٹھہرنا ہوا اور حضور سے جدا ہو گئے پھرتے پھراتے کوئی ایک مہینے کے بعد مدراس پہونچے اور وہاں حضرت مولوی سلطان محمود صاحب نے بڑا ہی اہتمام فرمایا تھا سٹیشن سے سیدھا میلاپور لے گئے اور پر تکلف دعوت دی اور ساتھ ہی اس ناچیز کو ایک ایڈریس بھی دیا صدہا مخالف بھی اسوقت جمع تھے میں نے اس ایڈریس کے جواب میں کچھ نہ کہا صرف اتنا ہی کہا کہ کل مولوی حسن علی صاحب تشریف لادیں گے اور وہ مجھسے بدرجہا افضل بھی ہیں جو کچھ ہمنے وہاں دیکھا اور پایا اسکو وہ خوب ادا کریں گے اور بعد جلسہ برخاست ہو گیا - اس کے بعد مخالفت کی آگ بہت تیز ہو گئی یہاں اب اسی سے غرض نہیں مگر یہ ظاہر کرنا ضروری تھا کہ قبل از بیعت میری حالت کیا ہوئی اور ضرورت امام کس حد تک محسوس ہونے لگی اور پھر حضرت امام کی صداقت پر زمینی اور آسمانی نشان کیا کیا ظاہر ہوئے - جنپر توجہ نکرنے سے کیا نتائج پیدا ہو رہے ہیں - غرض ان باتوں کا مختصر طور پر ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے سب سے اول اس امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرنے کے بعد اپنے اندر جو تبدیلی ہوئی اوس کو مختصر الفاظ میں لکھدینا کافی ہے - ابتدائی عمر کے زمانہ کے بعد زمانہ اوسط اور اوس کی بعد تار زمانہ بیعت جو کچھ اپنی عملی حالت میں نے بنائی ہے اس کا ازالہ ہوتا چلا اور کوئی بیس اور پچیس برس کی ناگفتنی علتیں اور عادتیں جو اپنے اندر تھیں اور جنکی بابت کبھی کبھی خیال کر کے میں رو دیا کرتا تھا کہ رب ان بُرائیوں سے نجات کس طرح ہوگی اور مجھے یہ امر ناممکن معلوم ہوتا تھا اور فی الحقیقت اگر میں ہزار کوشش کر کے بھی جان چھوڑاتا تو پھر یہ امر ناممکن معلوم ہوتا تھا کہ میری صحت وغیرہ میں کچھ فتور پیدا نہ ہوتا مگر حلفاً لکھتا ہوں کہ بعد بیعت وہ سب باتیں یکے بعد دیگرے ایسی دور ہو گئیں جیسا لاحول سے شیطان بھاگتا ہے اور مجھے کوئی تکلیف بھی محسوس نہیں ہوئی اور صحت کا یہ حال ہو گیا کہ گویا ان ارتکابوں کے وقت میں بیمار تھا اور اون کے ترک کے بعد تندرست ہو گیا - اور یہ صرف حضرت حجۃ اللہ امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انفاس طیبات کی طفیل نصیب ہوا -

اور اب اپنے اندر وہ باتیں دیکھتا ہوں کہ بے اختیار ہو کر رب کریم و رحیم کا شکر کرتا ہوں اور ابتدائی زمانہ کو بھی اس کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتا ہوں - فالحمدللہ علیٰ ذالک اگرچہ میں ابتک اپنے آپ کو ایک گندہ بشر سمجھتا ہوں اور اپنے اندر بہت سے عیوب محسوس کرتا ہوں مگر اس مولا کریم کی جناب میں قوی امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے اس حبیب کی جوتیوں کے صدقے میری مغفرت کر دیگا - اب دوسری بات یہ کہ ضرورت امام کس حد تک محسوس ہونے لگی سو اسکے بابت میں صرف اتنا لکھدینا کافی ہے اگر اسکا وجود جو کوئی بیس برس سے قائم ہے وہ نہ ہوتا تو یہ دُنیا غارت ہی ہو جاتی اور میرا کامل یقین ہے کہ اس کے مبارک وجود کے طفیل جو سراسر رحمت الٰہی کا مظہر ہے یہ دُنیا قایم ہے اور بہت کچھ برکات اور فیوض آئندہ اسکے وجود باجود سے اوسکو نصیب ہونے والے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب وہ تمام باتیں عام طور پر ظاہر ہو جائیں گی - اگرچہ خاص طور پر اس کا مشاہدہ کرنے والے مشاہدہ بھی کر چکے ہیں - والحمدللہ علیٰ ذالک +

اب تیسری بات یہ کہ اس عالیجناب امام کی صداقت پر زمینی اور آسمانی نشان کیا کیا ظاہر ہوئے جو اسکا جواب بھی ہے کہ اکثر وہ سب ظاہر ہو گئے ہیں جنکا حدیثوں میں ذکر ہوا ہے اور اکثر اکابران دین پر اس چودہویں صدی ہی میں اُس کے ظہور فرمانے کا زمانہ کشفاً اور الہاماً ظاہر ہو گیا ہے اور وہ اپنی اپنی تصنیفات میں اس کا ذکر بھی کر چکے ہیں اور ان سب باتوں کے مفصل تذکرہ کے لئے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں بہری پڑی ہیں خدا تعالیٰ دنیا کو ان کتابوں کے دیکھنے کی توفیق نصیب کرے تو پھر کسی قسم کا شک باقی نہ رہے گا - اب رہی چوتھی بات کہ امام وقت کی طرف رجوع نہ کرنے کے باعث کس قسم کے آثار وقوع پذیر ہونے لگے ہیں - تو جواب میں یہی گذارش کافی ہے کہ عیاں راچہ بیان - آج کئی سال ہوئے جو قہر الٰہی کے آثار دُنیا میں ظاہر ہو گئے ہیں - مگر خاص طور پر ہند کا جو حال ہوا ہے وہ تو پوچھو ہی نہیں - ابتداً تو طاعون سے ہوئی ہے مگر بعد اس کے قہر الٰہی کی وہ مختلف صورتیں جو وقتاً فوقتاً مغضوب قوموں پر عذاب کی صورت میں ظاہر ہوئے نظر آنے لگے ہیں اور وہ تمام عذاب جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے کسی نہ کسی صورت میں آنے لگے ہیں -

دیکھو وبار طاعون کا حملہ باری باری سے کس طرح ہوتا آیا ہے اور ہنوز روز اول ہی کا نمونہ نظر آتا ہے پھر قحط کو دیکھئے کہ اوس نے کسطرح ملک کو تباہ کیا اور یہ عمل مطالعہ اخبارات سے بخوبی کھُل سکتا ہے - پھر زلزلوں کو دیکھئے کہ اونہوں نے دنیا کو کسطرح ہلا ڈالا ہے - اور بعض بعض مقامات پر خطرناک خسف الارض ہوا ہے اور رنگ سے لیکر دارجیلنگ تک ایک خطرناک زلزلہ آیا -

باقی آئندہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپ کر شائع ہوا۔